احیائے تصوف کا علمبردار

ماہنامہ نوائے صوفیہ

اسلام آباد

شمارہ نمبر ۱۲

ماہ اکتوبر ۱۹۹۵ء

خانقاہ معلیٰ الچوڑی شگر

ہم نوربخش مبداء فیاض عالم است

قطب جہان و جان مدار مکونات

حضرت شیخ ابو عثمان مغربیؒ

غلام حسن نوربخشی

آپ کا نام سعید کنیت ابو عثمان اور والد کا نام سلام تھا شمالی افریقہ سے تعلق رکھنے کی بناء پر ابو عثمان مغربی کہلاتے تھے آپ حضرت شیخ ابو علی کاتب کے شاگرد اور ابو القاسم گرگانی کے استاد تھے۔ جوانی میں راہ فقر و سلوک اختیار کی اور ریاضت و مجاہدہ کرنے لگے اللہ تعالیٰ نے کشف و شہود سے نوازا اور بارگاہ خداوندی میں قبولیت کا شرف بخشا۔ آپ 243 ہجری میں پیدا ہوئے اور 373 ھ میں 130 سال کی عمر پا کر جان بحق ہوئے ہیں آپ کا مزار مبارک نیشاپور (ایران) میں ہے۔

گلدستۂ الثناء

حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ

سیف السادات آفتاب سیادت حضرت ابو عثمان سعید بن سلام مغربی۔ اہل تمکین کے سردار اور علم خط کے بہترین ماہر تھے۔ ریاضت و ثبات توکل میں مشہور تھے۔ آفات نفس کے عالم تھے۔ آپ کی علامات، روئیات اور براہین واضح ہیں۔ (کشف محجوب 317)

الاقل لساری اللیل لا تخش ضلۃ
سعید بن مسلم ضوء کل بلاد

رات کے مسافر سے کہو کہ کسی تاریکی کا خوف نہ کرے کیونکہ سعید بن سلام ہر ملک کی روشنی ہے۔

لنا سید عال علی کل سید!
جواد جثے فی وجہ کل جواد

سرداروں کا سردار ہے وہ ایسا سخی ہے کہ ہر سخی کی وہی آبرو ہے۔ (طرائق الحقائق جلد دوم 538)

عبدالرحمن سلمی

لم یری مثلہ فی علو الحال و صف الوقت

آپ جیسا بلند حال زمانے میں نہیں دیکھا گیا۔ (طرائق الحقائق جلد دوم 538)

فرید الدین عطار

آپ حقائق و دقائق کا سرچشمہ، اور کرامت و ریاضت کا منبع و مخزن تھے، مدتوں حرم شریف کے مجاور رہے اور بے شمار بزرگوں سے فیض حاصل کیا۔ اور ایک سو تیس سال کی عمر میں نیشاپور میں وفات پائی۔ (تذکرۃ الاولیاء ص 347)

میر سید محمد نوربخشی

مرشد عربی شیخ ابو عثمان مغربی (کشف الحقائق ص 15)

ایضاً دگر شیخ ابو عثمان مغربی کہ بود او بکشف و عیان نبی (صحیفۃ اولیاء ص 34)

میر سید محمد نوربخش

ولم یر مثلہ فی الاحوال العالیۃ و فنون الوقت و صحۃ الحکم بالفراسۃ و قوۃ الھیبۃ

آپ کی مانند کوئی بھی احوال عالیہ فنون وقت، فراست میں درست فیصلہ کرنے والا اور زبردست روحانی قوت کا حامل نہیں دیکھا گیا۔ (سلسلۃ الاولیاء ص 23)

شاہ نعمت اللہ کرمانی

باز شیخ بزرگ ابو عثمان
کہ نظیرش نبود در عرفان
(طرائق اول ص 458)

جان محمد قدسی

نسبت اور بمعدن عرفان مرشد راہ شیخ ابو عثمان (تحفتہ الاحباب ص 394)

عبدالرحمن جامی

آپ برسوں مکہ معظمہ کے مجاور رہے آپ وہاں پر سید الوقت اور یکتائے مشائخ تھے۔ (نفحات الانس ص 87)

معصوم علی شیرازی

مندہ انوار شریعت، دانندہ اطوار طریقت، وارندہ اسرار حقیقت
وارث علم ابو عثمان مغربی

انوار شریعت سے واقف، اطوار طریقت سے آگاہ اسرار حقیقت کے جانثار، علم نبی و ولی کے وارث حضرت ابو عثمان مغربی (طرائق الحقائق جلد دوم صفحہ 538)

سید قاسم محمود

ابو عثمان سعید بن اسلام مغربی مشہور صوفی ولی کامل، شیخ ابوالحسن صائغ دینوری کے مرید اور شیخ ابو علی کاتب کے شاگرد اور خلیفہ تھے۔ شروع میں بے حد دولت مند تھے۔ ایک کتے کی وفاداری دیکھ کر دنیاداری چھوڑ دی۔

تصوف میں آمد

آپ مغرب کے قیروان سے تعلق رکھتے تھے۔ جوانی میں شکار اور سواری کی طرف مائل تھے۔ چنانچہ ایک دفعہ شکار کے لئے ایک جزیرے میں گئے اور وہاں شکار کے لئے جال پھیلا دیا۔

آپ ایک لکڑی کے پیالے میں دودھ پیا کرتے تھے ایک دن آپ نے دودھ پینے کا ارادہ کیا تو شکاری کتے نے اس پر بھونکنا شروع کیا آپ دودھ نہ پی سکے۔ جب تیسری بار ارادہ کیا تو کتے نے اس برتن میں منہ ڈال دیا اور دودھ خود پی گیا اس کے ساتھ ہی وہ مر گیا۔ بعد میں پتہ چلا کہ اس میں کسی سانپ نے منہ ڈالا تھا۔ آپ کی زندگی کی خاطر کتے نے اپنی جان گنوا دی یہ دیکھ کر آپ واپس آئے اور شکار کا شغل چھوڑ دیا اور راہ طلب میں لگ گئے۔ (طرائق الحقائق جلد دوم ص 539)

ریاضات

آپ نے ابتدائے حال میں بیس سال عزلت نشینی فرمائی اور ایسے جنگلوں میں رہے جہاں انسان کا حس بھی نہ پہنچتا تھا حتیٰ کہ بوجہ مشقت و مجاہدہ آپ کا جسم گھل گیا۔ اور چشمہائے مبارک سوئی کے ناکے کی مانند رہ گئیں اور شبیہ انسانی بدل گئی بیس سال کے بعد حکم آیا کہ اب انسانوں کی صحبت اختیار کرو۔

آپ نے اپنے دل میں کہا کہ ابتدائے صحبت اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں اور اس کے محبوں سے کرنی چاہئے تاکہ برکت حاصل ہو۔ آپ نے مکہ معظمہ کا قصد کر لیا۔ مشائخ مکہ کو اپنے کشف سے آپ کی تشریف آوری کا حال معلوم ہو گیا۔ استقبال کے لئے شہر سے باہر آئے آپ کو بالکل مبدل پایا ہوئے اس کے کہ رمق جان نظر آتی تھی اور کچھ نہیں۔ سب نے کہا ابو عثمان! آپ بیس سال اس حالت میں رہے ہیں کہ آدم اور اس کی ذریت اس زندگی سے عاجز ہے۔ ہمیں بتاؤ کہ آپ کیوں گئے؟ اور وہاں کیا دیکھا اور موت میں کیا حاصل کیا اور اب کس لئے واپس آئے آپ نے جواب دیا کہ میں حالت سکر میں گیا تھا اور آفات سکر دیکھ کر ناامید ہوا اور عاجز ہو کر واپس آیا۔

مشائخ کرام نے کہا کہ ابو عثمان! آپ کے بعد اب سب معبروں پر حرام ہے کہ صحو اور سکر کی عبادت پر آئیں۔ اس لئے کہ آپ نے اس کا انصاف پورا کر دیا اور آفات سکر کو واضح طور پر دکھا دیا۔ (کشف المحجوب ص 354 ۔ طرائق الحقائق جلد دوم) 539.

(جاری ہے)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء   العلماء   ورثۃ   الانبیاء

معزز علماء کرام!   السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بیرونی خطرات نے ملت اسلامیہ کو چاروں طرف سے گھیر رکھا ہے۔ لیکن اندرونی حالات بھی تشویشناک حد تک خراب ہوتے چلے جا رہے ہیں اگر یہی صورت حال رہی تو نتائج بہت ہی سنگین ہوں گے۔ اس نازک مرحلے میں ضروری ہے کہ ہم میں سے ہر ایک اپنی انفرادی اور اجتماعی ذمہ داریاں جان لے۔

اے علمائے کرام!   اسلام کی عالمگیر فتح کیلئے متحد ہو جاؤ۔

اے وارثان انبیاء!   حضور نبی اکرمؐ کی نسبت سے آپؐ کی امت سے محبت کرو اور اپنی باہمی نفرتوں کو الفتوں سے بدل دو۔

اے اسلام کے علمبردارو!   بے شک اپنے عقیدہ مسلک پر چلو مگر یاد رکھو کہ تم مسلمان پہلے ہو اور پھر امامیہ، صوفیہ، شیعہ، سنی، اہل حدیث بعد میں ہو۔

اے خادمان ملت!   شاہ سید محمد نور بخشؒ کا مقصد ایک جداگانہ فرقہ کی بنیاد رکھنا نہیں تھا بلکہ ان کا مقصد امت مسلمہ میں موجود تمام اختلافات کو رفع کر کے عالم اسلام کو متحد کرنا تھا۔ آج ہم امامیہ، صوفیہ اور شیعہ سنی کے جھگڑے میں کیوں پڑے ہوئے ہیں۔

اے وارثان منبر و محراب!   ایک دوسرے کے ساتھ مل بیٹھنا سیکھو۔ اس سے بہت سی غلط فہمیاں دور ہوں گی اور انتہا پسندانہ رجحانات ختم ہوں گے۔

اے مسلمانو!   اسلام دشمن سامراج تمہارے درمیان عقائد و اعمال کے بے شمار مشترک پہلوؤں کو نظر انداز کر کے چند اختلافی پہلوؤں کو پورے زور شور سے اس لئے اجاگر کرتے ہیں کہ تم آپس میں اسی طرح لڑتے رہو اور وہ تمہاری تقدیر سے کھیلتے رہیں۔

اے ایمان والو!   اسلام دشمن سامراجی طاقتیں اور استحصالی ایجنٹ تمہارے درمیان فرقہ وارانہ تعصبات کو اس لئے ہر سطح پر ہوا دیتے ہیں کہ تم ایک دوسرے کو ہی دشمن سمجھتے رہو اور اپنے اصل دشمن کو کبھی نہ پہچان سکو۔

اے شریعت محمدیہؐ کے علمبردارو!   خدارا اپنی ذاتی رنجشوں کو بھول کر اتحاد امت کے لئے یکجا ہو جاؤ۔

اگر ہم اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوبؐ وائمہ اطہار کی محبت کا دم بھرنے والے ہیں تو آئیے آج ہم عہد کریں کہ ہم سب تن من دھن کی بازی لگا کر ان کے مشن کو آگے بڑھائیں گے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔ آمین

والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ

منجانب

طلباء منہاج القرآن اسلامک یونیورسٹی

لاہور

بقیہ [illegible]

اور حضرت خواجہ اسحاق ختلانی اور ان کے بھائی خواجہ شمس الدین کو ۸۲۶ھ میں شہید کر دیا گیا۔ غوث المتاخرین کو شہید کرنے کی تیاریاں عروج پر تھیں یکایک اسی وقت دوسرا قاصد نیا حکم لے کر پہنچ گیا۔ اس طرح غوث اعظم مجدد عالم سید میر نور بخشؒ قتل سے بچ گئے۔ اللہ کا یہی فیصلہ تھا۔

• حضرت خواجہ شہیدؒ کا جسم مبارک جامع مسجد بلخ کے پہلو میں مدفون ہے اور سر مطہر بدخشاں میں (رستا کے مقام) مرجع خلائق ہے۔ اہل تصوف کو چاہئے کہ ان بزرگ صوفیاء کی روحانی قربت حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ چنانچہ شاہ سیدؒ فرماتے ہیں۔

کمال از صحبت مردان توان یافت
در از دریا و لعل از کان توان یافت
ولا در صحبت اہل صفا باش
چو صحبت یافتی اہل وفا باش

بقیہ — دنیائے تصوف کی خبریں

تنظیم فدائیان آل رسول کا آٹھواں یوم تاسیس

کاروان تصوف تنظیم فدائیان آل رسولؐ صوفیہ نور بخشیہ کریس بلتستان پاکستان (رجسٹرڈ) کے آٹھویں یوم تاسیس کے سلسلے میں ۲۵ اگست ۱۹۹۵ء کو ایک پروقار تقریب زیر صدارت صدر تنظیم منعقد ہوئی۔ اس تقریب میں تنظیم کے سرکردہ رہنما، نوجوان اور طلباء کی کثیر تعداد شریک ہوئی۔ تقریب کا آغاز ایک ننھے طالبعلم محبوب علی کی تلاوت قرآن پاک سے ہوا۔ جنرل سیکرٹری نے خطبہ استقبالیہ پیش کرتے ہوئے تنظیم کی زیر نگرانی انجام پانے والے فلاحی امور پر روشنی ڈالی۔ خطبہ استقبالیہ کے بعد کراچی یونٹ کے چیئرمین جناب غلام حیدر نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے دور حاضر میں تعلیم کی ضرورت و اہمیت پر روشنی ڈالی اور نئی نسل پر زور دیا کہ وہ اپنی تمام تر صلاحیتیں حصول علم کی جانب مرکوز رکھیں تقریب میں دوسرے سرکردہ رہنماؤں نے بھی اپنے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔

تقریب کے مہمان خصوصی جناب مولانا محمد علی عارف نے کہا کہ نوجوان نسل ملک و ملت کا سرمایہ ہے۔ انہوں نے طلبہ کو ہدایت کی کہ وہ لہو و لعب میں پڑنے کی بجائے اپنی تمام تر صلاحیتیں تعلیم و تربیت کے لئے وقف کر دیں تاکہ دنیا اور آخرت میں کامیابی سے ہمکنار ہو جائیں۔

اس موقع پر مولانا محمد علی عارف و اخوند محمد عبداللہ نے پچاس طلباء میں نصابی کتب و درسی مواد تقسیم کیا جو تنظیم ہر سال یوم تاسیس کے موقع پر طلباء میں تقسیم کرتی ہے۔

تقریب کے آخر میں صدر تنظیم نے شرکائے محفل کا شکریہ ادا کیا۔ اور گذشتہ حالات کے حوالے سے چند نشیب و فراز کا ذکر کیا اور کارکنوں کے صبر و استقامت کو سلام پیش کیا۔ آخر میں پاکستان کے استحکام و سلامتی اور کشمیر کی آزادی کے لئے خصوصی دعائیں بھی مانگی گئیں۔ تقریب کے اختتام پر پانچ ننھے طلباء نے تنظیم فدائیان کا ترانہ ترنم کے ساتھ پڑھا اور داد تحسین حاصل کی

مفتی اعظم محمد عبداللہ کا دورہ مرتضیٰ گوند

۴ ستمبر کو مفتی اعظم بلتستان مولانا محمد عبداللہ مختصر دورے پر مرتضیٰ گوند پہنچے تو NYF کے کارکنوں نے مرکزی جوائنٹ سیکرٹری مراد علی کی قیادت میں مفتی صاحب سے ملاقات کی۔ وفد نے مفتی صاحب سے حالات اور واقعات کے تناظر میں گفت و شنید کی اس موقع پر شمالی علاقہ جات کی زکواۃ انتظامیہ کی جانب سے ضلع گانگچھے کے دینی مدارس کو دیئے جانے والے زکواۃ کی بندش پر افسوس کا اظہار کیا اور کہا کہ اس ضلع کے تینوں ممبر حکومت کے ساتھ ہونے کے باوجود اس ضلع کے مذہبی اداروں کے ساتھ یہ امتیازی سلوک بلاجواز ہے۔ مفتی صاحب نے کہا زکواۃ کا مصرف غرباء، مساکین اور دینی مدارس میں پڑھنے والے غریب طلباء ہیں مگر افسوس یہ ہے کہ زکواۃ مستحقین کو دینے کے بجائے ترقیاتی کاموں اور افسر شاہی پر خرچ ہو رہی ہے۔ انہوں نے کہا ضلع گانگچھے کے دینی مدارس کو ملنے والی امداد ایک سوچے سمجھے منصوبے کے تحت بند کر دی گئی ہے اس کی بحالی کے لئے سب کو مل کر جدوجہد کرنا پڑے گی۔ انہوں نے کہا کہ میں شمالی علاقہ جات کے ڈپٹی چیف کو اس سلسلے میں اپنی تشویش سے آگاہ کر چکا ہوں کہ مسلک صوفیہ نور بخشیہ سے حکومت زکواۃ تو کاٹتی ہے لیکن اس کے باوجود نور بخشی مستحقین اور دینی مدارس کو زکواۃ بند کر دینا غیر منصفانہ اقدام ہے جس کا کوئی جواز نہیں۔ انہوں نے کہا کہ میں اسلام آباد جا کر بھی اس امتیازی سلوک پر آواز بلند کروں گا۔ انہوں نے مرکزی جوائنٹ سیکرٹری مراد علی کے کردار کی تعریف کی جو کہ NYF کے پلیٹ فارم سے ادا کر رہے ہیں۔

عرض و رپورٹ سید محمد طاہر
صدر NYF مرتضیٰ گوند یونٹ بلتستان

ضلع گانگچھے بلتستان کے ساتھ امتیازی سلوک پر NYF کا اظہار افسوس

ضلع گانگچھے بلتستان کے ضلعی ہیڈ کوارٹرز خپلو میں نور بخشیہ یوتھ فیڈریشن پاکستان کا سالانہ کنونشن منعقد ہوا جس میں سینکڑوں کارکنوں نے شرکت کی۔ اس موقع پر مقررین نے NYF کے پلیٹ فارم سے عوامی حقوق کے لئے جدوجہد کرنے پر اتفاق کیا اور منتخب عوامی نمائندوں پر زور دیا کہ وہ اس ضلع کے حقوق کے لئے آواز بلند کریں لیکن بے بسی کا مظاہرہ کر کے نقصان نہ اٹھائیں ورنہ یہ سلسلہ چل پڑے گا۔ اس موقع پر نور

بخشیہ یوتھ فیڈریشن گانچھے ڈویژن کے سیکرٹری جنرل عباس جو پا نے این وائی ایف کے سالانہ عظیم الشان کونشن سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ضلع گانچھے کے عوامی نمائندوں کو مشیری کے لئے حقدار نہ سمجھنا ضلع گانچھے کے عوام کے ساتھ سراسر ناانصافی ہے۔ اور منتخب نمائندوں سے بھی کہا کہ وہ اپنے حقوق کے لئے جدوجہد کریں کیونکہ گانچھے کے عوام آپ کے ساتھ ہیں۔ اور عوام الناس کو پیغام دیا کہ نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن عوام کے سیاسی، معاشرتی اور مذہبی تحفظ کے لئے ہمہ وقت تیار ہیں۔

ماہنامہ نوائے صوفیہ

محترم .... السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مزاج گرامی

جیسا کہ آپ کو بخوبی احساس ہے کہ اہل نوربخشیہ ذرائع ابلاغ کے اہم ترین شعبے میں بہت پیچھے ہے اور کسی اشاعتی سرگرمی کے مکمل فقدان کے باعث نوائے صوفیہ مسلک نوربخشیہ کی تشہیر، ترقی، نظریاتی دفاع اور ذرائع ابلاغ کا واحد ذریعہ ہے۔ فی الوقت ادارہ نوائے صوفیہ نے بے شمار مالی و انتظامی مشکلات کے باوجود اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور آپ لوگوں کی دعاؤں سے رضاکارانہ طور پر اس جریدے کو کامیابی کے ساتھ جاری رکھا ہوا ہے۔ رسالے کی فروخت سے حاصل شدہ آمدنی اتنی کم ہوتی ہے کہ اس سے اگلے شمارے کی اشاعت تقریباً ناممکن ہوتی ہے اس کی وجہ کتابت، کاغذ اور چھپائی کی بے تحاشا گرانی ہے اس کے باوجود ہم نے رسالے کی قیمت نہایت کم رکھی ہوئی ہے اب آپ پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ سالانہ چندہ باقاعدگی سے بھیجا کریں۔

فی الوقت آپ کے ذمہ جو چندہ باقی ہے براہ کرم اپنی اولین فرصت میں بذریعہ ڈاک یا ہمارے نمائندے کے پاس جمع کرادیں تاکہ مستقبل میں آپ کو رسالہ بدستور ملتا رہے۔ سالانہ چندہ جمع نہ کرنے کی صورت میں رسالہ کی ترسیل منقطع ہو سکتی ہے جس کا یقیناً ہمیں اور آپ کو دکھ ہوگا۔

جی۔ ایچ معروفی
چیف آرگنائزر۔ ماہنامہ نوائے صوفیہ
اسلام آباد

قارئین کے خطوط

ہومیو ڈاکٹر ایم اے شاہد

نوائے صوفیہ کا قاری ہوں مجھے جن مضامین نے متاثر کیا ان میں مجموعہ شریعت محمدیہ اور فقہی مسائل سرفہرست ہیں۔ یہ دونوں مضامین جاری رہنے چاہئیں۔ مگر گزشتہ دو شماروں میں نہ پاکر افسوس ہوا۔ قبرستان کے سلسلے میں ایک سوال منسلک ہے۔

(محمد علی تھولی پوسٹ ماسٹر)

نوائے صوفیہ ہمیں دیر سے موصول ہو رہا ہے۔ براہ کرم وقت پر بھیجا کریں کیونکہ انتظار ہمیں پریشان کر دیتا ہے۔ دیگر شکایت یہ ہے کہ آپ ہمارے خطوط کا جواب نہیں دیتے۔ خطوط میں کبھی نمبر شمار ہوتا ہے کبھی نہیں۔ اس کی درستی کریں

(جواب: جلال صاحب! ہر خط کا جواب دینا ہمارے لئے ممکن نہیں لہذا معذرت خواہ ہیں۔)

(اے جلال حال بوچی)

نوائے صوفیہ دیکھ کر جامعہ نعیمیہ میں پڑھنے والے طلباء صوفیہ نوربخشیہ بلکہ لاہور میں کام کرنے والے نوجوانان نوربخشیہ کے دلوں کو حوصلہ ملا ہے۔ نوائے صوفیہ اپنی مثل آپ ہے۔ میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نوائے صوفیہ کو مزید ترقی دے۔ اور میں جناب علامہ محمد بشیر صاحب اور نوائے صوفیہ کے اراکین کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔

(ثناء اللہ، نعیمیہ اسلامک یونیورسٹی، لاہور)

میں خدا کا شکر ادا کرتا ہوں۔ کہ نوائے صوفیہ روز بروز ترقی کر رہا ہے۔ ماہنامہ نوائے صوفیہ صوری اور معنوی خوبیوں سے مملو ہے۔ مضمون معیاری اور عصری تقاضوں سے ہم آہنگ ہیں۔ شمارہ نمبر ۲ میں رستم علی انجم کا فضائل ذکر اور ڈاکٹر غازی صاحب کا تاریخ تصوف بہت اچھا اور معیاری تھا علامہ صاحب کا مضمون مجموعہ شریعت محمدیہ تسلسل سے شائع کریں۔ کیونکہ یہ مضمون مذہبی معلومات سے پر اور قارئین کے لئے کافی مفید ہے۔ آئندہ شاہ سید علیہ رحمہ پر بھی مضمون شائع کریں۔

(علی حسین شگری، حال کراچی محمود آباد)

اسلام کا پہلا ستون

ڈاکٹر مخدوم محمد اکمل ایم بی بی ایس - ایم آر سی سائیک (انگلینڈ)

بہت سال ہوئے جب شاید میں چھٹی یا ساتویں جماعت میں پڑھتا تھا۔ مجھے حضرت بابا فرید گنج شکرؒ کی شخصیت سے بہت عقیدت ہو گئی۔ ان کی زندگی کے حالات اور ان کی احیاء روح اسلام کی کوششوں کے بارے میں پڑھتا رہا۔ ایک چھوٹی سی تحریر جو میری نظروں سے گزری اس نے صوفیائے کرام کے بارے میں میرے خیالات کو ایک نئی روشنی نئی راہ دکھائی۔ نہ صرف اس عمر میں اس تحریر کا میرے اوپر بہت اثر ہوا بلکہ آج تک جب میں ادھیڑ عمری کی طرف تیزی سے گامزن ہوں مجھے اس کی یاد بار بار آئی سوچ کی ضرورت بار بار محسوس ہوئی اور اس کو دہرانے کا سہارا بار بار لینا پڑا۔

مجھے لفظ بہ لفظ وہ واقعہ تو یاد نہیں مگر میں یہ یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ اس واقعہ کی روح اور اکثر جزو مجھے یاد ہیں۔ بار بار اس کی یاد اور اس کا ذکر بھی اس بات کا موجب بنتے ہیں کہ وہ دماغ میں تازہ رہے۔

یہ واقعہ کچھ اس طرح ہے کہ حضرت بابا فرید گنج شکرؒ اکثر یہ کہا کرتے تھے کہ اسلام کے پانچ نہیں بلکہ چھ ستون ہیں اور سب سے پہلا ستون روٹی ہے۔ ان کے مرید اور مداح اس بات کو سنتے تھے۔ کچھ اس کو سمجھتے اور کچھ نہ سمجھتے تھے۔ حضرت بابا فرید گنج شکرؒ اپنے دوستوں میں اور خطبات میں بار بار اسی عنوان کا تذکرہ کرتے تھے۔ جو لوگ اس بات کو نہیں سمجھتے تھے وہ اوروں سے اس کا ذکر کرتے اور جب چند اصحاب نے وہاں کے امام مسجد صاحب جو بہت ہی نیک، پابند صوم و صلوٰۃ، تہجد و زکوٰۃ، حج و سنت مسلمان تھے۔ اس بات کا ذکر کیا تو وہ بہت ناراض ہوئے اس بات کا حوالہ انہوں نے اپنے جمعہ کے خطبے میں دیا اور کہا کہ حضرت بابا فرید گنج شکرؒ اس طرح کی باتیں کرتے ہیں جو شرع کے خلاف ہیں اور اس بات کی باباصاحبؒ کو جرات نہیں ہونی چاہیئے کہ وہ توحید اور صلوٰۃ سے پہلے روٹی کا درجہ دیں۔ بلکہ روٹی کا ذکر تو اسلام کے ستونوں کے ضمن میں آنا ہی نہیں چاہیئے۔

انہوں نے مباحثہ کے لئے باباصاحبؒ کو چیلنج کیا اور کہا کہ اگر باباصاحبؒ نے یہ روش جاری رکھی تو وہ دوسرے علماء اور مولوی حضرات کے ساتھ مل کر باباصاحبؒ کے خلاف فتویٰ دلانے کی کوشش کریں گے۔

حضرت بابا فریدؒ صاحب کے مرید اس بات سے بہت پریشان ہوئے اور انہوں نے یہ بات حضورؒ کو بتائی۔ آپ نے مسکرا کر اس بات کو ٹال دیا۔ پھر جب دوبارہ اور سہ بارہ آپ نے اپنے خیالات کا اظہار اور روٹی کا ذکر پہلے اسلامی ستون کی حیثیت سے کیا تو امام صاحب نے یہ اعلان کر دیا کہ وہ ہر سال کی طرح اس سال بھی حج پر جا رہے ہیں اور واپسی پر وہ خود بابا فرید گنج شکرؒ سے ملیں گے اور یہ تحقیق کرنے کے بعد کہ واقعی بابا فریدؒ یہ باتیں کرتے ہیں فتویٰ دلوا دیں گے۔ اور یہ کہ کوئی مسلمان اس طرح کی باتیں نہیں کر سکتا۔

بابا فرید گنج شکرؒ کو جب اس بات کا پتہ چلا تو وہ بالکل پریشان نہ ہوئے بلکہ مسکرائے۔ مولوی صاحب حج کو چلے گئے اور یہ فرض مکمل کرنے کے بعد انہوں نے اطمینان کیا کہ انہوں نے تمام عمر تمام نمازیں پڑھیں، روزے رکھے، زکوٰۃ دی، ہر سال حج کئے اور مسجد میں لوگوں کو اسلام اور قرآن مجید کی تعلیم دی۔ اپنی نیکی اور دینی فرض شناسی کے خیال میں وہ مطمئن بحری جہاز میں واپس ہندوستان آ رہے تھے کہ بحری جہاز ڈوب گیا۔

مشکل سے وہ ایک بہتی لکڑی کا سہارا لے کر ایک ویران جزیرے پر بہتے بہتے پہنچے۔ وہاں وہ تلاش کرتے رہے کہ کوئی انسان ملے مگر کوئی ذی روح نہ دکھائی دیا۔

بھوک اور پیاس نے ان کو ستانا شروع کیا۔ سمندر کا نمکین پانی وہ نہ پی سکتے تھے۔ کوئی جانور اور پھل وہاں نظر نہیں آ رہا تھا۔ اسی طرح شدید بھوک کے کرب میں انہوں نے دو روز بسر کر دیئے۔ ایک روز جب کمزوری اور پیٹ کی تکلیف نے بالکل ادھ موا کر دیا تو ان کو دور درختوں کے درمیان کوئی انسان چلتا نظر آیا۔ وہ ہمت کر کے اس کی طرف بھاگے۔ رہی سہی طاقت مجتمع کر کے انہوں نے اس کو آواز دی۔ وہ ایک بچہ تھا جو کسی

کے لئے کھانا لے جا رہا تھا۔ کھانا کیا تھا ایک روٹی کا ٹکڑا اور کچھ پنیر۔ مولوی صاحب نے کہا کہ ذرا میری جان بچاؤ اور کچھ کھانا کھلا دو۔ اس بچے نے جواب دیا کہ یہ کھانا کسی اور کا ہے اور مولوی صاحب کو نہیں دیا جا سکتا۔ دوسرا اگر وہ ان کو یہ دے بھی دے تو اس کا معاوضہ مولوی صاحب کیا دیں گے؟

مولوی صاحب کہنے لگے کہ ان کے پاس تو کچھ بھی نہیں وہ تو جہاز کے غرق ہونے کے بعد اور بمشکل جان بچا کر ادھر بہہ کر آنکلے ہیں۔ کافی دیر سوچ بچار کے بعد اس لڑکے نے جواب دیا کہ وہ امام صاحب کو کھانا دینے کے لئے تیار ہے بشرطیکہ وہ اپنی تمام نمازیں اس کے حق میں لکھ دیں۔ اس روٹی پنیر کے عوض۔ بغیر کسی حیل و حجت کے مولوی صاحب نے اس لڑکے کے مہیا کئے ہوئے کاغذ اور قلم سے اس کے نام اپنی تمام زندگی کی نمازیں لکھ دیں۔ پیٹ میں بھوک کی تکلیف سے مروڑ اٹھ رہے تھے۔ نقاہت اور کمزوری سے آنکھوں کے آگے اندھیرا چھا رہا تھا۔ روٹی اور پنیر کا خیال ان کو کوئی اور بات سوچنے پر مائل نہ کر سکتا تھا۔ اس کے بعد وہ لڑکا برتن لے کر جنگل میں غائب ہو گیا۔

امام صاحب نے بہت کوشش کی کہ کسی طرح سے وہ پتہ چلائیں کہ ادھر کوئی آبادی بھی ہے یا نہیں مگر ناکامی ہوئی اور ان کو کوئی جانور، انسان یا پھل دار درخت نظر نہیں آیا۔ دو تین روز مزید اسی طرح گزر گئے۔ بھوک نے پھر زندگی عذاب کر دی۔ پیٹ میں انتڑیوں اور دورے کے تشنج نے ہلکان کر دیا۔ کمزوری پھر ان پر غالب آ گئی۔ تھکاوٹ سے چلنا پھرنا مشکل تھا۔ زندگی اجیرن لگنے لگی۔ قریب تھا کہ امام صاحب اپنے آپ کو مایوسی اور مزید تکلیف سے بچنے کیلئے سمندر میں غرق کر دیتے کہ پھر وہی لڑکا دکھائی دیا۔ وہ پھر اسی طرح کا ایک برتن ہاتھ میں لئے درختوں کے درمیان چل رہا تھا۔ تمام ہمت جمع کر کے انہوں نے پھر آواز دی اور وہ لڑکا ان کے پاس آ گیا۔ پھر سے اس بے رحم لڑکے نے مولوی صاحب کے ساتھ لے دے شروع کر دی اور آخر کار معاملہ بعوض تمام روزے جو مولوی صاحب نے ساری عمر رکھے تھے طے پا گیا۔ یہ معاوضہ بھی مولوی صاحب نے اسی کاغذ کے ٹکڑے پر لکھ کر دیا اور روٹی کے ٹکڑے پر پنیر لگا کر ٹوٹ پڑے۔

اسی طرح یہ سلسلہ چلتا رہا اور دن گزرنے کے ساتھ ساتھ امام صاحب اپنی تمام نیکیاں، تمام حج، عمرے، زکوٰۃ حتیٰ کہ نیک خیالات کا ثواب بھی اس لڑکے کو اس کاغذ کے ٹکڑے پر لکھ کر دینے پڑ گئے۔

جب ان کے پاس دینے کو کچھ نہ رہا تو خدا کا کرنا کیا ہوا کہ ساحل سمندر کے قریب سے ایک بڑا جہاز مولوی صاحب کے پاس سے گزرا۔ مولوی صاحب نے شور مچا کر اپنی پھٹی قمیص لہرا کر اس پر سوار لوگوں کی توجہ اپنی طرف کروائی۔ انہوں نے کشتی بھجوا کر مولوی صاحب کو جہاز پر سوار کر لیا۔ امام صاحب نے اس بات کا شکر ادا کیا کہ خدا نے ان کی جان بچالی اور اب جبکہ ان کے پاس دینے کے لئے کچھ نہیں تھا اللہ نے اس لڑکے سے اور بھوک کی عفریت سے چھٹکارا دلا یا۔

بخیر و عافیت مولوی صاحب واپس گھر پہنچے۔ ان کے احباب نے جب ان کو دیکھا تو خوش ہوئے کیونکہ خبر یہی عام تھی کہ جہاز ڈوب گیا تھا اور مولانا صاحب اسی کے ساتھ اللہ کو پیارے ہو گئے تھے۔ مولانا نے نہا دھو کر نماز شکرانہ ادا کی اور اپنے اہل خانہ کو ملنے گھر چلے گئے۔ آہستہ آہستہ دوبارہ وہی معمول شروع ہو گیا اور امام صاحب امامت کے ساتھ ساتھ اسلامی اور دینی تعلیم دینے لگ گئے۔ اسی دوران ایک صاحب نے مولوی صاحب کو بتایا کہ بابا فرید گنج شکرؒ پھر وہی باتیں کر رہے ہیں کہ اسلام کے چھ ستون ہیں اور پہلا ستون روٹی کو قرار دے رہے ہیں مولانا یہ سن کر غضب میں آ گئے اور انہوں نے کہا کہ وہ بابا فرید گنج شکرؒ کو اس حرکت اور اس تقریر سے باز لائے بغیر نہیں رکیں گے۔ بابا فریدؒ نے جب مولوی صاحب کے غیض و غضب کے بارے میں سنا تو انہوں نے ان کو طعام کے کھانے پر مدعو کیا۔ مولوی صاحب کے ساتھ ان کے اصحاب بابا فرید گنج شکرؒ کے حجرے پر جمع ہوئے۔ وہاں پر بابا فرید گنج شکرؒ کے مریدین بھی تھے اور سب اس انتظار میں تھے کہ دیکھئے اس ملاقات کا کیا نتیجہ نکلتا ہے۔

وہاں پہنچتے ہی مولوی صاحب نے بات چیت کا سلسلہ شروع کیا۔ بابا فرید گنج شکرؒ نے ٹھہرنے کا اشارہ کیا اور کہا کہ پہلے کھانا کھا لیا جائے پھر سکون سے بات چیت کی جائے گی۔ کھانے کے بعد تمام اصحاب اور مریدین کے سامنے مولانا نے پھر اس بات کو چھیڑا کہ بابا فرید گنج شکرؒ اسلام میں ایک اور ستون کا اضافہ کیسے کر رہے ہیں۔

(باقی صفحہ نمبر ۲۲ پر)

ذکر خداوندی

محمد بشیر

کتابوں میں یہ قول بکثرت آیا ہے کہ من احب شیا اکثر ذکرہ

جیسے جتنا چاہا جائے اتنا اس کا ذکر ہوتا ہے۔

انسان ہمیشہ اسی چیز کو یاد کرتا ہے جس کے ساتھ گہرا لگاؤ ہو اور کسی صورت میں اسے بھلانے کے لئے تیار نہیں ہوتا۔ ایک کامل مومن کی دلی محبت اور قلبی الفت صرف باری تعالیٰ سے ہو سکتی ہے۔ بلاشبہ محبت بیوی، بچوں، بھائیوں، دوستوں اور عزیز و اقارب سے بھی ہوتی ہے۔ جو غیر شرعی نہیں لیکن دلی محبت کا خصوصی تعلق صرف ذات باری تعالیٰ کے ساتھ ہوتا ہے۔ دنیا کی کسی اور چیز کے ساتھ نہیں ہوتا۔

قرآن پاک میں ارشاد ربانی ہے۔

و الذین آمنو اشد حباللہ

ترجمہ: اور مومن اللہ سے شدید محبت کرتا ہے۔ چنانچہ قرآن حکیم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

الذین یذکرون اللہ قیاما و قعودا و علیٰ جنوبھم (آل عمران)

ترجمہ: وہ لوگ کھڑے، بیٹھے اور لیٹے ہر حالت میں اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں۔ گویا ہر حال میں اللہ کو یاد کرنا مومن کا شیوہ ہے۔ چنانچہ مومن کی صفات میں سے ایک یہ ہے کہ چلتے پھرتے ذکر الٰہی میں مشغول رہتا ہے۔ اور اگر کسی مجلس میں بیٹھا ہو، بستر استراحت پر ہو، ہمہ وقت ذکر الٰہی اس کی زبان سے جاری رہتا ہے۔ اگر زبان سے ذکر جاری کرنے کا موقع فراہم نہ ہو تو اس کا دل ذکر میں مصروف رہتا ہے جسے ذکر قلبی کہتے ہیں۔

دوسری جگہ ارشاد خداوندی ہے:

یا ایھا الذین امنو ذکر اللہ ذکرا کثیرا

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کو بکثرت یاد کرو (الاحزاب)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو کثرت سے ذکر الٰہی کرنے کا حکم فرمایا ہے ذکر کے لئے کوئی مخصوص تعداد، وقت یا حال کا تعین نہیں کیا۔ بلکہ ہر حال میں ہر وقت اور ہر جگہ بلا تعداد و حساب کثرت سے ذکر کرنے کی ہدایت کی گئی ہے۔ کیونکہ ذکر الٰہی سے دل ایمان سے منور ہو جاتا ہے۔ اور ذاکر وساوس شیطانی سے بچ جاتا ہے۔ اگر اس کا زبان یا دل ذکر الٰہی سے غافل ہو جائے تو اس وقت دل شیطان کا مسکن بن جاتا ہے اور غلط خیالات و منصوبے در آتے ہیں۔ چونکہ قلب انسانی ہمیشہ کشمکش میں رہتا ہے کبھی نیکی کی طرف میلان ہوتا ہے کبھی برائی کی خواہش۔ اس کشمکش اور تناؤ سے بچنے کا بہترین نسخہ کثرت سے ذکر کرنا ہے۔

حدیث شریف میں ارشاد ہوتا ہے:

ان الشیطان یجری من بنی آدم مجری الدم الا فضیق مجاعبتہ بالذکر

ترجمہ: شیطان ابن آدم کے جسم میں جریان خون کی مانند جاری و ساری رہتا ہے۔ تم اسے ذکر کے شکنجے میں کس لو۔

دوسری حدیث میں ہے کہ آخرت میں اسی کا ایمان زیادہ کامل ہوگا جو دنیا میں ذکر حق تعالیٰ کثرت سے کرتے ہوں گے۔ (خلاصۃ المناقب)

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شب بیداری اور کثرت ذکر کے باوجود اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتے تھے۔

سبحانک ما ذکرنک حق ذکرک

ترجمہ: پروردگار! تو پاک ہے میں تیرا ذکر کما حقہ نہ کر سکا۔ لہذا تو معاف فرما۔ سبحان اللہ

ذکر کے بارے میں اللہ تعالیٰ سورہ انفال میں ارشاد فرماتا ہے۔

یا ایھا الذین امنو اذا لقیتم فئتہ فاثبتو و اذکر اللہ کثیرا لعلکم تفلحون

ترجمہ: اے ایمان والو جب تمہارا مقابلہ کسی فوج سے ہو جائے تو جم جاؤ اور اللہ تعالیٰ کو خوب یاد کرو تاکہ تم کامیاب ہو جائے۔

مندرجہ بالا آیت سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ ذکر الٰہی نہ صرف مساجد، خانقاہ اور فرصت کے اوقات یا حالت امن

میں لازم ہے بلکہ حالت خوف یا جنگ کے دنوں میں بھی لازمی اور کامیابی کا راز ہے۔ حالت خوف میں ذکر الٰہی کرنے سے مومن

کا دل ایمان سے معمور اور جذبہ جہاد و شہادت سے سرشار ہو جاتا ہے اور اسے روحانی طاقت حاصل ہوتی ہے۔ ساتھ ہی ساتھ خدا خوفی کا جذبہ بھی موجزن ہو کر باطل کے لئے قہر الٰہی بن جاتا ہے۔ اس طرح دشمن کے پاؤں اکھڑ جاتے ہیں۔

شاعر نے کیا خوب فرمایا:

کافر ہو تو شمشیر پہ کرتا ہے بھروسہ
مومن ہو تو بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی

مومن لوہے کی تلوار سے بالاتر ہو کر روحانیت کی اس اصل تلوار کو اختیار کرتا ہے جسے ظاہری آنکھ دیکھنے سے قاصر ہے اور یوں اپنے دشمن کو زیر کر لیتا ہے۔ قرآن کریم میں دوسری جگہ ذکر کو علامت ایمان قرار دیا ہے۔

فی بیوت اذن اللہ ان ترفع و یذکر فیھا اسمہ یسبح لہ فیھا بالغدو و الاصال O رجال لا تلھیھم تجارۃ و لا بیع عن ذکر اللہ و اقام الصلوٰۃ و ایتاء الزکوٰۃ یخافون یوما تتقلب فیہ القلوب و الابصار O (النور)

ترجمہ: (اہل ایمان) اللہ کے حکم سے گھروں (مساجد) میں بلند آواز سے ذکر کرتے ہیں۔ اس کے اسماء اور پاکی صبح و شام بیان کرتے ہیں۔ مرد (مومن) کو اللہ تعالیٰ کی یاد اور نماز پڑھنے اور زکوٰۃ دینے سے نہ تجارت غافل کرتی ہے اور نہ خرید و فروخت۔ وہ اس دن سے ڈرتے ہیں جس دن دل اور آنکھیں الٹ جائیں گی۔

اس آیات کریمہ میں کچھ ایسے عوامل کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ جن کے باعث انسان یاد خدا سے غفلت اور سستی کا شکار ہو سکتا ہے۔ وہ تجارت اور خرید و فروخت کا کاروبار ہے۔ معاملہ خرید و فروخت انسان کو غفلت میں ڈال دیتا ہے۔ اس کا اشارہ سورہ جمعہ میں ملتا ہے۔

فاسعوا الی ذکر اللہ و ذروا البیع

ترجمہ: پس خرید و فروخت چھوڑ کر ذکر اللہ کی طرف دوڑو۔

کثرت سے مال جمع کرنے کی ہوس انسان کو غفلت میں ڈال دیتی ہے حتیٰ کہ جب سفر آخرت کی منزل قریب آتی ہے تو وہ اس کے لئے زاد راہ بھی فراہم نہیں کر پاتا۔ قرآن حکیم میں ارشاد ربانی ہے:

الھکم التکاثر O حتیٰ زرتم المقابر

ترجمہ: (لوگوں کو) کثرت کی ہوس نے غفلت میں ڈال دیا۔ حتیٰ کہ وہ قبروں تک پہنچ۔ لیکن مومنوں کی صفات یہ ہیں۔ کہ وہ جائز تجارت اور خرید و فروخت بھی کرتے ہیں اور ساتھ ساتھ ذکر الٰہی بھی کرتے ہیں۔ گویا مال و متاع اور ذکر الٰہی کوئی متصادم چیزیں نہیں ہیں۔ البتہ ذکر الٰہی پر تجارت یا خرید و فروخت اور دوسرا کوئی معاملہ یا مشغلہ قابل ترجیح نہیں۔ قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے اہل ذکر کو اولو الالباب کے نام سے یاد کیا ہے۔ ایک اور مقام پر فرمایا: فسئلوا اہل الذکر ان کنتم لا تعلمون O

ترجمہ: اگر تم نہیں جانتے ہو تو پس اہل ذکر سے پوچھو۔

ان دونوں آیات میں اہل ذکر کی قدر و قیمت اور درجہ و مرتبہ کا جو بیان ہوا ہے ان کا احاطہ کرنا عقل محدود اور کمزور سوچ والے کی بس کی بات نہیں۔ صرف اہل بصیرت اور معنوی عقل والے ہی اس مقام اور منزل کی پہچان کر سکتے ہیں۔

فضائل ذکر:

1 ۔ چند آدمی جس مجلس میں بیٹھ کر ذکر الٰہی میں مصروف ہوں تو فرشتے انہیں گھیر لیتے ہیں۔ اور رحمت خداوندی ان پر چھا جاتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ آسمانی مخلوقات میں ان کو یاد کرتے ہیں۔ (مشکوٰۃ)

2 ۔ ترمذی کا بیان ہے۔ جب لوگ کسی مجلس میں بیٹھ کر نہ خدا کو یاد کرتے ہوں۔ نہ آنحضرتؐ پر درود بھیجتے ہوں تو بروز قیامت انہیں حسرت و ندامت کا سامنا ہوگا۔

3 ۔ ذکر کی مجلس کو کی باغ سے تشبیہ دی ہے۔

و اذا مررتم بریاض الجنۃ فارتعوا O

اور جب تم جنت کے باغوں میں سے گزرو تو پھل چن لیا کرو۔

صحابہ کرامؓ نے رسول اکرمؐ سے سوال کیا۔ اے اللہ کے رسولؐ! دنیا میں رہتے ہوئے جنت کے باغوں سے ہمارا گزر کیسے ہو؟ آپؐ نے فرمایا: جنت کے باغ سے مراد حلقہ ذکر ہے اور ذکر الٰہی اس کا پھل۔

4 ۔ ابوہریرہؓ سے روایت ہے ایک بار وہ بازار گئے اور لوگوں

(باقی صفحہ نمبر ۴۲ پر)

اسلامی قانون حجاب

محمد سلیم

حجاب کے معنی و مفہوم نامحرم سے پردہ کرنا ہے جبکہ ستر فقہی اصطلاح میں اس حصہ بدن کو کہا جاتا ہے جن کا نماز میں چھپانا نماز کی شرائط میں شامل ہے۔ لیکن حجاب اور پردہ میں عورت کا جملہ اعضائے بدن کو چھپانا ضروری ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

"اور اپنے اوپر (جب تم باہر جانے لگو) اپنی چادروں کے پلو ڈال لیا کرو، یہ زیادہ مناسب طریقہ ہے تاکہ تم پہچانی جا سکو (کہ تم مومن عورتیں ہو) اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے پرہیز کرنا چاہیئے کیونکہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر نگاہ رکھتا ہے۔"

(الاحزاب، آیت 55)

ارشاد خداوندی ہے۔

جو صالح عورتیں ہیں وہ اطاعت شعار ہوتی ہیں اور مردوں کے پیچھے اللہ کی حفاظت و نگرانی میں ان کے حقوق کی حفاظت کرتی ہیں۔

(النساء۔34)

اس آیت کی تشریح میں حضورؐ فرماتے ہیں "سب سے بہتر عورت (بیوی) وہ ہے کہ تو اس کی طرف دیکھے تو تجھے خوش کر دے۔ تو اسے حکم دے تو تیری اطاعت کرے اور جب تو اس کے پاس نہ ہو تو تیری عدم موجودگی میں اپنی (جان و عصمت) اور (تیرے) مال کی حفاظت کرے۔"

عورت کہنے کو تو صنف نازک ہے مگر اس میں خدا کی قدرت کا زبردست جلوہ کارفرما ہے۔ عورت شرم و حیا کا پیکر، مہر و وفا کا مجسمہ اور صبر و استقامت کی تصویر ہے۔ مختلف زمانوں میں عورت کے ساتھ نوع بہ نوع سلوک رواج پاتا رہا۔ زمانہ جاہلیت میں بیٹی کی کوئی وقعت نہ تھی اور بچیوں کو زندہ درگور کر دیا جاتا تھا مگر اسلام نے مسلمان ہونے کے ناطے بیٹی کو عزت بخشی اور عورت کے تلف شدہ حقوق بحال کر دیئے اور عورتوں کو والدین کی جائیداد میں حصہ دار ٹھہرایا۔ اسے سماجی اور معاشرتی حقوق ملے اور تعلیم کے زیور سے آراستہ ہو کر بیٹی ایک درِ نایاب بن گئی۔ اسلام نے تو عورت کو وہ حقوق دیئے جس کی نظیر دیگر کسی غیر اسلامی معاشرے میں نہیں ملتی۔ اسلام نے معاشرے میں عورت کو ماں، بیٹی اور بہن کا درجہ دیا۔ جب عورتوں کو ماں بنایا تو اسلام نے اس کے قدموں تلے جنت رکھ دی۔ اسے بیٹی بنایا تو اتنی عظیم کہ حضرت فاطمہ الزہرہؓ کی آمد پر ہمارے پیارے نبی اکرمؐ استقبال کیا کرتے تھے۔ بیوی کی حیثیت سے اسے اتنی عزت بخشی کہ حضرت خدیجہؓ کی وفات کے سال کو، حضرت نبی کریمؐ نے اسلامی تاریخ کے اوراق پر "عام الحزن" یعنی غم کا سال قرار دیا۔

پردہ ترک کرنے کے معنی صرف ایک جزوی تبدیلی کے نہیں بلکہ یہ پہلا قدم ہے اسلامی نظام معاشرت سے مغربی معاشرت کی طرف انتقال کرنے کا۔ اس کے بعد ازدواجی فرائض و حقوق میں خیانت شروع ہوتی ہے۔ آگے کی ساری منزلیں وہی منزلیں ہیں جن کا تصور پہلے پہل پردہ ختم کرنے والے گھروں کے لئے ناقابل برداشت ہوتا ہے لیکن گاڑی جب ایک رخ پر چلے گی تو ادھر کے سارے اسٹیشن قدم بہ قدم آئیں گے۔ پردہ ہٹتا ہے پھر پورا چہرہ کھلتا ہے پھر بازو لباس سے آزاد ہوتے ہیں پھر پنڈلیاں اور رانیں جلوہ نما ہوتی ہیں پھر بال کٹتے ہیں پھر فیشنوں کا چکر چلتا ہے میک اپ کا مظاہرہ اور جیولری کی نمائش ہوتی ہے۔ ثقافتی تقاریب کا سلسلہ اور مقابلہ ہائے حسن شروع ہو جاتے ہیں۔

پردہ کا مطلب تو ستر پوشی ہے مگر آج کل جو رواجی پردے (برقعے) استعمال کئے جاتے ہیں وہ بذات خود باعث زینت ہے۔ بھڑکیلا، کشیدہ کاری سے مزین اور اس کی چست وضع و تراش اس بات کا مظہر ہے کہ یہ ستر پوشی کے لئے کم اور زینت کیلئے زیادہ ہیں۔ حدیث شریف میں ہے "جو عورتیں لباس پہننے کے باوجود عریاں رہتی ہیں اور جو مٹک مٹک کر چلتی ہیں اور اونٹ کے کوہان کی طرح اپنے کندھوں کو ہلا ہلا کر ناز و انداز کا اظہار کرتی ہیں، وہ جنت میں داخل نہیں ہوں گی۔"

عورت اپنی فطرت سے بغاوت کر رہی ہے وہ گھریلو

احیائے تصوّف کا علمبردار

نوائے صوفیہ

شمارہ نمبر ۱۲

قیمت ۱۰ روپے

مدیر و ناشر

ابو العرفان علامہ محمد بشیر

فہرست عنوانات

فکر و ذکر	(اداریہ)	ڈاکٹر غازی محمد نعیم
دینیات	تقابل ادیان	غلام نبی کوروی
تصوف	حقیقت تصوف	محمد بشیر کوروی
احوال صوفیاء	شیخ ابو عثمان مغربی	غلام حسن نوربخش
	اسلام کا پہلا ستون	ڈاکٹر مخدوم محمد اکمل
سلوک	ذکر خداوندی	محمد بشیر کوروی
نوربخشیات	احوال و آثار شاہ سید محمد نور بخش (فارسی)	ڈاکٹر ناصر الدین شاہ حسینی
	شاہ سید محمد نوربخش قہستانی (انگریزی)	سجاد حسین
	خلقان نامہ	ڈاکٹر محمد حسین تسبیحی رہا
اخبار التصوف	دنیائے تصوف کی خبریں	غلام حسین معروفی
نامہ سالک	قارئین کے خطوط	جو میو ڈاکٹر ایم۔ اے۔ شاہد

بدل اشتراک زر سالانہ

پاکستان	/120	روپے سالانہ
سعودی عرب	/1400	روپے (بشمول خصوصی ڈاک چارجز)
کویت	/600	روپے سالانہ
متحدہ عرب امارات	/600	روپے سالانہ
انڈیا	/400	روپے سالانہ
یورپ	/600	روپے سالانہ

فلیٹ نمبر ۶ بلاک نمبر ۱۴

کیٹگری III آئی ایٹ I

اسلام آباد

ایڈیٹر اینڈ پبلشر: محمد بشیر نے پرنٹ شاپ 99-6 ویسٹ بلیو ایریا اسلام آباد سے چھپوا کر A-358 سیکٹر G-6-1/1 اسلام آباد سے شائع کیا

Copyright www.nurbakhshia.org

زندگی کے بجائے باہر کی زندگی کو قابل رشک سمجھ رہی ہے مگر اسے معلوم نہیں کہ اس آزادی اور بے پردگی میں عورت کی عزت اور عصمت محفوظ نہیں۔ جس طرح شاہی خزانہ جو کس اور پہرہ کے باوجود مقفل رہتا ہے اسی طرح قانون حفاظت کے ہوتے ہوئے عورت کے لئے لازم ہے کہ وہ پردہ اختیار کرے جو خالق کائنات کی طرح سے اس کی ذات پر رحمت کے جس میں رحمت ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

"اور اپنی آرائش کو ظاہر نہ ہونے دیا کرو مگر جو
اس میں کھلا ہی رہتا ہے اور اپنے سینوں پر
اوڑھنی اوڑھے رہا کرو اور اپنے پاؤں (زمین پر)
نہ مارا کرو۔"

(سورت النور۔ آیت 31)

حضرت ام المومنین ام سلمہؓ اور میمونہ نبی کریمؐ کے پاس تھیں کہ اچانک حضرت عبداللہ بن ام مکتوم، نابینا صحابی سامنے آ گئے۔ حضورؐ نے فرمایا "ان سے پردہ کرو۔" ام سلمہؓ نے عرض کیا "حضورؐ یہ تو نابینا ہے، ہم کو تو نہیں دیکھ رہے" تو حضورؐ نے فرمایا "کیا تم دونوں بھی نابینا ہو؟ کیا تم ان کو نہیں دیکھ رہی ہو؟"

لہٰذا ان فرمودات سے پردے کی اہمیت ہمارے سامنے روز روشن کی طرح عیاں ہوتی ہے۔

ایک صحابیہ نبی کریمؐ کی خدمت میں اپنے بیٹے کی شہادت کی خبر کے متعلق معلومات حاصل کرنے کی غرض سے نقاب ڈالے ہوئے حاضر ہوئیں۔ کسی صحابی نے کہا کہ "تم اپنے بیٹے کا حال معلوم کرنے کے لئے آئی ہو اور نقاب ڈالے ہوئے ہو؟" تو انہوں نے جواب دیا کہ "اگر بیٹے کے بارے میں مصیبت زدہ ہو گئی ہوں تو اپنی شرم و حیاء کھو کر ہرگز مصیبت زدہ نہ بنوں گی" یعنی اس صحابیہ نے مصیبت کے وقت بھی شرم و حیاء اور پردے کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا۔

عہد رسالت میں عزت و افتخار کی نشانی پردہ ہوا کرتا تھا۔ غزوہ خیبر میں حضرت صفیہ کا شوہر قتل ہو گیا تو جنگ کے خاتمے پر جب قیدی جمع ہو گئے تو ان میں حضرت صفیہ بھی تھیں۔ حضورؐ نے آپ کو آزاد کر کے ان سے نکاح فرما لیا اور وہیں جنگل میں ولیمہ بھی کیا۔ لشکر کے کچھ لوگوں کو اس واقعہ کا علم نہ ہوا کہ حضورؐ نے ان سے نکاح فرما لیا ہے تو ان لوگوں نے خود ہی فیصلہ کر لیا کہ آپؐ نے ان کو پردہ میں رکھا تو ہم سمجھیں گے کہ یہ آپ کی بیوی اور امہات المومنین میں سے ہیں ورنہ ہم سمجھیں گے آپؐ نے ان کو لونڈی بنا لیا ہے۔ چنانچہ جب حضرت صفیہ اور لوگوں کے درمیان پردہ تان دیا گیا تو وہ یہ معاملہ سمجھ گئے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے "اور مسلمان عورتوں سے فرما دیجئے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہ کی حفاظت کریں اور اپنی زینت ظاہر نہ کریں۔" یہ روز روشن کی طرح عیاں ہے اور مسلمہ حقیقت ہے کہ عورت کی زینت میں سب سے زیادہ چہرہ کو عمل دخل حاصل ہے اگر عورت حسن و زینت کے مرکز "چہرہ" کو ہی ظاہر کر دے تو پردہ کا مقصد ہی فوت ہو جاتا ہے۔ عورت کا اصلی جوہر شرم و حیاء ہے۔ حجاب اور حیاء عورت کا حسن ہے اگر وہ حجاب اور حیاء کو چھوڑ دیتی ہے تو اسے عورت کہلانے کا کوئی حق نہیں۔ اس کی آنکھوں میں تو سرمے اور کاجل سے زیادہ شرم و حیاء کی جھلک ہونی چاہئے۔ قدر اور عزت اسی میں پنہاں ہے کہ عورت پردے میں رہے جس لفظ سے وہ مشتق ہے۔ جب کوئی چیز سہل الحصول ہو جائے تو اس کی قدر و قیمت گھٹ جاتی ہے۔ کچھ عورتوں کی خام خیالی ہے کہ پردہ تو دل کا ہے۔ جب پردہ دل کا ہے تو جسم پر شرعی پابندیاں کس لئے!

اعتراض کیا جاتا ہے کہ پردہ عورت کی ترقی کی راہ میں رکاوٹ ہے۔ یہ بات سراسر نفس کی شرارت پر مبنی ہے۔ پیشہ یا ملازمت اختیار کرنے میں کوئی ممانعت نہیں لیکن اختیار کردہ پیشہ کی انجام دہی میں پردہ اور اس کے تقاضے ملحوظ رہنا ضروری ہیں۔ عارضی اور مادی نفع کے حصول کے لئے عزت اور عصمت کو داؤ پر لگانا کہاں کی دانشمندی ہے۔ ایک دفعہ حضورؐ سے ایک عورت نے پوچھا کہ "مردوں کے لئے جہاد جیسے اہم فرائض میں حصہ لینے کے مواقع حاصل ہیں جن سے ایک سچا مسلمان جنت کا مستحق بن سکتا ہے لیکن عورت جہاد جیسے اہم اسلامی خدمت سے محروم ہے۔ تو حضورؐ نے فرمایا کہ "جو عورت اپنے گھر کا کام خود کرتی ہے اور بچوں کی پرورش اور تربیت اسلامی تقاضوں کے مطابق کرتی ہے وہ جہاد کے مترادف ہے۔" اسلام نے عورتوں کے لئے خانہ داری کے کام کو جہاد کے برابر مقام بخش کر عورت کے جذبات کی قدر کی ہے اگر وہ جہاد کے ہم پلہ نیک کاموں کو چھوڑ کر شتر بے مہار بن کر غیر اسلامی محرکات سے وابستہ ہو جائے تو یہ اس کی حماقت ہو گی اور اس کا حشر خود اپنی آنکھوں سے

(باقی صفحہ نمبر ۲۲ پر)

احوال و آثار سید محمد نوربخش

پروفسور دکتر ناصر الدین شاه حسینی دانشکده تهران، ایران

مؤسس سلسله نوربخشیه که مورد بحث ما است سید محمد نوربخش است که بسال (۷۹۵) ہجری در قائن پا بعرصه وجود گذاشت خانواده او رد و لحصا که از مضافات بحرین است اقامت گزیده و در آنجا جاه و جلالی یافتند و مورد احترام قاطبه اهالی بودند پدر سید محمد سید عبدالله مردی شوریده و صاحب حال بود جذبه روحانی داشت وی به قصد زیارت مرقد جد بزرگوار خود علی بن موسی الرضا لحصا را ترک گفت و بجانب خراسان حرکت کرد و بعد از زیارات آن بزرگوار بقائن آمد و در آن شہر تاهل اختیار نمود در آن دیار بود که سید محمد نوربخش بسال ۷۹۵ ہجری چشم بجہان گشود - سید محمد دوران کودکی راه در زادگاه خود بی تب و تاب بسر آورد گویند ہفت ساله بود که قرآن را از برکرد و بسیار جوان بود که بر بیشتر علوم عصر خود دست یافت وی در نامه که به مریدی از مریدان خود نوشته و اینک در دسترس ما است وقوف و اطلاع خود را بر علوم و مذاہب و دانش ریاضی و تصوف و علم اسرار بیان میدارد درباره معلومات خود گوید:

در علم نه کم زبور سینا
در زهد زراستان اعلی

وآنگاه مینویسد -

در علوم ادبی فرید فضلای زمانم در علوم شرعی وحید مجتهدان جہانم در علوم شریفه جعفریه آدم اولیاء علی مرتضایم در علوم غریبه سیمیا و کیمیا اگر عار ندارم ابو علی سینا - در یکی از نامه ها بشخصی بنام مولانا حسن کرد نوشته در مقدمه چنین مینویسد: بعد اعلام میرود که در مساله وجود مطلق التماس رساله فرموده بودید و این فقیر مدتی است که منتظر وقت آن میباشد - انشاء الله چون وقت مقتضی شود نوشته خواهد شد - از این مطلب پیداست که بابا حسن از او خواسته است که رساله ای در مساله وجود بنویسد

و وی قول داده است که بهنگام مقتضی این مسوول را بر آورده خواهد ساخت - و از نامه ای که بشخصی بنام حکیم نوشته چنین مستفاد میشود که وی از علوم طبیعی بی بهره نبوده و آثار حکماء یونان را در مطالعه گرفته است - مضامین رساله نوریه حاکی از آنست که سید محمد نوربخش با اصطلاحات صوفیه واقف بوده و در تصوف صاحبنظر بوده است - وی در فقه کتاب عقیده را نگاشت - و کتاب شجره را در ذکر مشایخ عرفان نوشت و نیز کتابی بنام لمحات باو نسبت داده اند که منظوم بوده است - از سید محمد نوربخش یک مثنوی بنام صحیفه الاولیاء در کتابخانه ملک طهران مشهود افتاد که با این بیت آغاز میشود -

بنام خدا کرده ام عزم جزم
که آرم بمی لیک را به نظم

بر وزن بحر متقارب مسمن مقصور

این مثنوی در شش جلد است جلد اول ۸۹ صفحه و جلد دوم ۸۳ و جلد سوم ۷۵ ص و جلد چهارم ۸۳ ص و جلد پنجم ۸۵ ص جلد ششم در ۹۹ صفحه است که مجموع آن پانصد و هشت و صفحه میشود و در صفحه نود و نهم جلد ششم تصویری از سید محمد نوربخش است - این مثنوی را مرحوم آقا رحیم میر حقانی متوفی بسال ۱۳۶۱ ہجری در اصفهان بنا بر وصیت برادرش مرحوم حاج سید احمد رحمت علیشاه بچاپ رسانید ولی بنا بر تحقیق استاد همائی از استاد علی اصغر شمشیر گرشیرازیست نه از نوربخش - از سید محمد نوربخش مجموعه ای در ۳۴ صفحه در موزه بریتانیا ست و تاریخ تحریر آن معلوم نیست - پروفسور محمد شفیع

پاکستانی معتقد است در قرن ۱۶ نوشته شده است - بعد از قطعات شعر ۵۲ و مجموعاً چهارصد و هفتاد بیت را متضمن است اگر و این در قالب غزل است و بندرت به مثنوی برمیخوریم طولانی ترین مثنوی جایش ۱۶۷ بیت دارد عده ای هم رباعیات و قصیده در آن دیده میشود -

سید محمد علم منقول را درحله نزد احمد بن شمس الدین بن فهد الحلی ملقب به جمال الدین مکتنی به ابو العباس که از فقهای صاحب نظر و نامبرده از عصر خویش بود فرا گرفت و چون تحصیل خود را از منقول شروع کرد - برای او تحصیل قیاسات معقول کاری بس دشوار بود - ازاین رو هیچ گاه نمیتوانست در مباحثاتی که با دوستان خود می کرد عطش و التهاب خویش را تسکین بخشد - بهمیشه در آغاز مباحثه کارش رجدانی کشید و ازین رهگذر خطر استاد را رنجه می داشت و چون از مدرسه و از درس نتوانست روح مضطرب خویش را تمکین بخشد از مدرسه رخت بخانقاه کشید و بخدمت خواجه اسحق ختلانی درآمد و رباط او را کعبه آمال برباد رفته خویش یافت - خواجه اسحق شاگرد سید علی همدانی بود چون سید محمد را جوانی پرشور دیده بتربیت او پرداخت و در مدت کمی اسرار تصوف را بوی آموخت و بدست خویش ردای سید علی را برقامت او افکند و باو گفت هرکرا داعیه سلوک است بخدمت نماید که اگرچه بظاهر او مرید ماست اما در حقیقت او را برمسند بدایت نشاند و امور خانقاه و تعلیم سالکان را بعهده وی گذاشت و او را به نوربخش ملقب کرد - بگفته مرحوم سید جعفر نور بخش خانواده وی بر بنا بر مسودانی که وی از نیاکان خود بارث برده بود سید محمد ابتدا انوار نامیده میشد و بعد که به خدمت خواجه اسحق رسید به نوربخش ملقب گردید - این لقب را چنانکه معروف است درخواب بوی الهام کرده بودند - خواجه اسحق با حکومت شاهرخ مخالف بود و تنها کسی را که درخور مخالفت با او دید سید محمد بود در پنهانی راز خویش را با سید نوربخش درمیان نهاد و سید که از جدال سلطان مقتدری چون شاهرخ می هراسید در

جواب او گفت باید منتظر فرصت مناسب بود تا خدای متعال کارها را بروفق مرام گرداند اما این سخن در خواجه اسحق نگرفت و دراین کار بسی اصرار ورزید و در پاسخ سید گفت بسیاری از پیامبران بدو هیچگونه آمادگی برحکام ظالم شوریده و سرانجام برآنها فائق شده است - سید براثر ابرام خواجه اسحق بسال (۸۲۶) مجدد لعده از پیروان خود علم طغیان برانداخت و درکوه تیزی که دریکی از قله های اطراف ختلان است که سلسله جبالی است در آمو دریا و درمغرب به ختلان ولا، است آماده مبارزه باشاهرخ شد - شاهرخ از شنیدان این خبر درخشم شد و سلطان بایزید که از جانب شاهرخ حاکم دیار ختلان بوده خواجه اسحق و برادر او و سید را اسیر کرده بهرات فرستاد و شاهرخ دستور داد آنرا بقتل رسانند - دوره دوم زندگانی سید محمد نوربخش از (۸۲۶ - ۸۴۱) ادامه داشت و دراین مدت پانزده ساله یا درزندان و یا تحت مراقبت بود و شاهرخ چند بار تصمیم گرفت او را بقتل رساند ولی براثر نفوذی که سید در عامه مردم داشت از این خیال منصرف شد و تا سال ۸۵۰ هجری که شاهرخ درگذشت سید درزندان یا باسارت بود دوران سوم حیات سید که (۳۱) سال طول کشید بدون اضطراب سپری شد و دراین مدت بیشتر درری و شهریار بود و ایام خویش را تعلیم شاگردان سپری می ساخت و قریه سولقان را احداث کرد و بعبادت و ارشاد پرداخت - تا اینکه روز پنجشنبه (۱۵ ربیع الاول ۸۶۹ هجری) در سن ۸۳ سالگی درگذشت - در رثاء او گفته اند -

آفتاب اوج دانش نور چشم اهل دین
نوربخش چشم و جان آن تیرهان ماه و طین

سال عمرش بود هفتاد و سه و سال وفات
ششصد و شصت و نه ماهش ربیع آخرین

چارده زان ماه رفته پنجشنبه خاست گیر
در گذشت از عالم فانی العالمین

پس از وی شاہ قاسم نوربخش در نواحی ری و شہر پارمکار ارشاد مریدان پرداخت و سید جعفر فرزند ارشد سید محمد نوربخش پس از مرگ پدر بہرات رفت و سلطان حسین بیقرا مقدم او را گرامی شمرد ولی دلش ہوای توطن در خانہ خدا را نمود از آنجا بعربستان رفت و بقیہ عمر را بتقوا درآن دیار سپری ساخت شاہ قوام الدین شیرازشد شاہ قاسم مورد تکریم شاہ اسماعیل بود ولی بروزگار شاہ طہماسب براثر اختلافی کہ با امیدی تہرانی پیدا کرد او را بقزوین بردند و در زندان قزوین جان سپرد

دیگر از جانشینان نامدار سید شمس الدین محمد گیلانی است کہ از بزرگترین شعرا و نویسندگان عہد خود بود و اسیری تخلص می کرد - شیخ شمس الدین مورد شانزدہ سال شاگردی سید را نمود و سرانجام پس از وفات سید بشیراز رفت و خانقاہ نوریہ را درآن شہر ساخت۔

بقیہ [illegible]

دیکھ لے گی۔

اہم چیز جو ملحوظ رکھنی چاہئے وہ یہ ہے کہ جب تک معاشرے میں عورت بیرونی تہذیب سے محفوظ رہتی ہے اس کی پروردہ نسلیں بھی شکست قبول نہیں کرتیں اور پردے کا نظام ہمارے ہاں عورت کو بیرونی جراثیم سے محفوظ رکھنے کا موثر ذریعہ ہے لیکن اب بھی وقت ہے کہ قرآن کی ہدایت کو سامنے رکھ کر مغرب کی معاشرت کا حال زبوں عبرت کی نگاہ سے دیکھا جائے بلکہ موثر حکمت عملی کے ذریعے مغربی تہذیب و معاشرت کے خلاف ایک مضبوط علمی و فکری محاذ قائم کیا جائے۔

بقیہ [illegible]

بابا فرید گنج شکرؒ نے اپنے قریب فرش پر رکھے ہوئے کپڑے کے نیچے سے ایک کاغذ کا ٹکڑا نکالا اور خاموشی سے امام صاحب کے ہاتھ میں تھما دیا۔ اس کاغذ کو مولوی صاحب نے فوراً پہچان لیا اور ایک لمحہ توقف کے بعد فوراً بابا فرید گنج شکرؒ کے مرید بن گئے۔ زار و قطار آنسو بہاتے ہوئے بابا فرید گنج شکرؒ کے قدموں پر گر پڑے اور کہا کہ واقعی صوفیائے کرام ہی مذہب کی اصل روح کو سمجھتے ہیں۔

بقیہ [illegible]

کو دیکھ کر کہا تم یہاں بیٹھے ہو۔ اُدھر مسجد نبویؐ میں نبی کریمؐ کی میراث تقسیم ہو رہی ہے۔۔ لوگ والہانہ بھاگ کر مسجد نبویؐ پہنچے۔ تو وہاں کچھ بھی تقسیم نہیں ہو رہا تھا۔ لوٹ کر ابو ہریرہؓ سے بیان کیا۔ وہاں تو صرف چند آدمی یاد الٰہی میں مصروف ہیں اور کوئی میراث کی تقسیم نہیں ہو رہی۔

ابو ہریرہؓ نے فرمایا۔ ذکر الٰہی میراث رسولؐ ہے۔

5 - حدیث قدسی ہے کہ انا جلیس من ذکرنی O

جو میرا ذکر کرے تو میں اس کا جلیس ہوں۔ سبحان اللہ کیا شان ہے۔ محفل ذکر اور ذکر الٰہی کی۔ جس محفل میں اللہ جلیس ہو۔

6 - حضرت داؤد علیہ السلام فرمایا کرتے تھے۔ بار خدایا جب میں تمہیں یاد کرنے والوں کی مجلس ترک کر کے غافلوں میں بیٹھنے لگوں۔ تو میرے پاؤں توڑ ڈال کہ میں وہاں تک نہ پہنچ سکوں۔ یہ احسان عظیم ہوگا۔ (احیاء علوم الدین الغزالی)

7 - ایک بار حضرت فاطمہ الزہراؓ نے حضرت علیؓ کے ذریعے آنحضرتؐ سے خادمہ کی درخواست کی۔ تو حضورؐ نے فرمایا۔ اہل صفہ کی خدمت کے لئے بھی کوئی خدمت گار نہیں۔ تجھے میں کیسے خدمت گار فراہم کروں۔ محنت اور مشقت جاری رکھو اور اس ذکر الٰہی سے زبان کو تر رکھو۔ سبحان اللہ الحمد للہ اللہ اکبر۔ یہ ذکر پاک تسبیح فاطمہؓ کہلاتا ہے۔

9 - ذکر الٰہی تسکین قلب کا باعث بنتا ہے۔ ارشاد خداوندی ہے: الا بذکر اللہ تطمئن القلوب

ترجمہ: آگاہ ہو اللہ تعالیٰ کے ذکر سے ہی دل کو تسکین ملتی ہے۔

دور حاضر میں مادی لوازمات حیات کی فراوانی اور سامان عیش و عشرت میں جس قدر اضافہ ہوا ہے حقیقی سکون اور اطمینان میں اسی قدر کمی آئی ہے۔ اس کا واحد علاج ذکر الٰہی ہے۔

BAKHSHIA YOUTH FEDERATION
KARACHI
NOOR

SHAH SAYYED MUHAMMAD NUR BAKHSH QAHISTANI

Sajjad Hussain
M.Sc. Geology A.J.K University
Muzaffarabad

Mysticism or sufism is a path through which a believer enters into a closer relationship with God. Even in Prophets's lifetime most of his followers were not content with merely obeying his precepts, but followed a certain path in order to enter into a closer relationship with Allah. The Holy Prophet taught them a way to purge their souls of qualities that had been declared evil. Thus a science of pious self-examination and religions psychology, assisted by study of the Islamic scriptures, came into existence. The followers of this movement grew in number with the spread of Islam. After a considerable interval a number of sufi orders came into being. At the same time a clash of ideology started between various religious doctines which was of sectarian nature. This created a great confusion amongst the followers of sufism in particular and the Muslims in general. At that time Sayyed Nurbakhsh was commanded in a dream to abolish innovations and revise the practice of Prophet's time. The present article highlights the services rendered by Nurbaksh for the unity of Muslim Umah. But before we discuss the insights of his mission and the later historical events, let us have a brief look at his biography.

NURBAKHSH'S BIOGRAPHY:-

Nurbakhsh's real name was Muhammad b. Muhammad b. Abd Allah. His father was born at Qain and his grand father in al-Hasa, whence in some ghazals he styles himself as Lahsawi. His father migrated from Bahrayn to Qain in Qulistan, where his son (Nurbakhsh) was born in 795/1393. Thus his full name appeared in his prose works is "Saiyed Muhammad Nurbakhsh Quhistani." He was a religious genius. He learned the Holy Quran by heart when he was only seven years old. He became a disciple of Ishaq al-Khutlani, himself a disciple of Amir Kabir saiyed Ali al-Hamadani (whose biography is published in several language but the most reliable and earliest biography written in his life time by one of his disciple Nur at-Din Jafar Badakhshi has recently been published by Nadwat-al-Islamia al-Nurbakhshiyya Pakistan). Saiyed Ali al-Hamdani appointed ishaq al-Khutlani as his successor. Ishaq was the then spiritual master of Kubrawia sufi order, one of the major sufi orders of the time in central Asia and northern Persia. He in obedience to a dream gave Sayyed Muhammad Quhistani the name Nurbakhsh and conferred the khirqa of Sayyed Ali al-Hamadani upon him, and from that day he himself became a disciple of his own pupil (Sayyed Muhammad Nurbakhsh). This was surely a spiritual matter and it is difficult to find such an example in the religions history that any spiritual leader has ever become a disciple of his own pupil. This is a land mark in the history of Mysticism or sufism, showing that Nurbakhsh reached a very high degree of spiritual enlightenment.

It is an historical fact that the earlier sufi masters and representatives paid less attention to the legal and the

philosophical aspects of the Quran and the Hadiths (sayings of the Prophet) and laid more stress on the conduct of the soul. Questions of dogmas and metaphysics were also relatively neglected. But Nurbakhsh paid special attention to the legal and philosophical aspects of the holy Quran and the Hadith, besides giving significance to the conduct of soul. The fact distinguishes Nurbakhsh not only from all contemporary sufiyas but also from the predecessors. He made an attempt to bridge the gap between sunnism and shi'ism and gave an Islamic Fiqh of religious moderation called Al-Fiqhat al-Ahwat (Islamic Jurisprudence).

One can easily estimate the justice of the assertion that "the system is an attempt to form a via model between sunnism and Shiism, after studying Figh Al-ahwat. Without access to Figh al Alwat, it is not justifiable to evaluate the Nurgakhshies, Nurbakhsh's mission and his great services and sincere efforts for the course of Pan-Islamism.

As it has been stated above that Nurbakhsh had been commanded in a dream to abolish innovations and revive the practice of the Prophet's time. In compliance with the order given to him, he wrote a treatise on Islamic law in Arabic called "Figh at-Ahwat and a book on doctrines named "Risalt-Aitiquadia". Being a sufi master, he tried both practically and theoretically to abolish the innovations prevalent amongst the Muslims. His long range attempts to revive the practice of Prophets time was in tern a spiritual matter. A revolution was under taken in Persia, Afghanistan and some parts of Iraq, while following the mystic traditions. Simulatenously Nurbakhsh was not merely a sufi but also a leading scholar and a theologist. Islamic mysticism of Prophet's time was revived under his guidance and leadership. His followers were called Sufiya Nurbakhshiyya after him. It is unanimously accepted by both the Sunni and Shia scholars that Nurbakhsh's prose works show a remarkable degree of moderation in Islamic law and doctrine the list of those scholars who appriated Nurbakhsh's works is a long one and hence out of the scope of this brief article. But the names of few reknown scholars of both Sunnism Shi'ism will be mentioned under the heading, "The later history of Nurbakhshiya Sufi order."

Nurbakhsh, like his predecessors faced many hardships and obstacles in the way of his mission. Seeing the increasing popularity of his movement, Nurbakhsh was arrested and exiled several times on the orders of Timurid Shahrukh. In fact shahrukh ordered his emissaries to arrest all the leading representatives including Ishaq Khutlani and Nurbakh. In compliance with this order, Ishaq al-Khutlani was killed together with some of his associates but Nurbakhsh surprisingly succeeded to escape.

Shahrukh felt that Nurbakh's popularity was a danger to his kingdom, through Nurbakhsh's mission was not against Shahrukh's government. It was rather based on spiritual practice and was going peacefully. Thus shahrukh with his phobia again ordered his viceroy Ba, yazid to arrest Nurbaksh. Ba-yazid arrested him at Kuh-Tiri a fortress in the neighborhood of Khutlan, whither he had gone in 826. He was first sent to Herat and then to Shiraz, where shah rukh had the malignant intention to kill him.

(To be continued....)

مرید و مرشد شاہ سید محمد نور بخش

سید نواز حسین شگری ایم اے، بی ایڈ، فاضل تنظیم المدارس فاضل عربی، فاضل درس نظامی فاضل تجوید القراءت

تصوف کا درخشان ستارہ، مرشد باستحقاق حضرت خواجہ اسحاق ختلانی عبداللہ حضرت شاہ سید محمد نور بخش قدس اللہ روحہ کے مرشد تھے۔ خواجہ علیہ الرحمہ المرشد الطالبین فی الطریق السبحانی ، الموصل للمتوجهین الی الجمال الربانی ، العارف المعروف بالسید علی ہمدانی قدس اللہ روحہ کے مایہ ناز خلیفہ تھے۔ حضرت خواجہ ۷۲۰ء کو پیدا ہوئے۔ بلبل ریاض تصوف، سیاح عالم معرفت، قطب الاقطاب حضرت علی ثانی حواری ایران صغیر (کشمیر) حضرت امیر کبیر سید علی ہمدانی علیہ الرحمہ سے آپ کی ارادت باسعادت اور ملاقات کا سبب یہ ہوا کہ جب علی ثانی نے تمام آباد زمین کی غرب تا شرق سیاحت کی اور کسی ملک میں توقف نہیں کیا۔ آخر کار یہ شرف قطعہ ارض مقدسہ ختلان کے حصہ میں آیا۔ کہ شمع ہدایت، کوکب آسمان ولایت، راہبر شریعت، ہادی طریقت، قمر معرفت اور بدر حقیقت امیر کبیر سید علی ہمدانی نے اقامت کا لنگر (۶ ماہ کیلئے) یہیں ڈال دیا اور خواجہ علی شاہ کا گھر فیوض روحانی کا مخزن بنا۔

ایک دن خواجہ مبارک بن خواجہ علی شاہ (جو کہ حضرت خواجہ اسحاق کے دادا تھے) نے اس ہونہار بچہ کو طبیب روحانی، غوث ہمدانی، حضرت سید علی ہمدانی کی خدمت میں پیش کیا۔ خواجہ مبارک نے عرض کیا کہ اے چشم چراغ خاندان رسالت یہ بچہ میرا پوتا ہے۔ میں اس سونے کو کندن بنانا چاہتا ہوں۔ لہذا اپنی مریدی میں قبول فرمائیے۔ حضرت امیر نے اپنی مریدی کے شرف قبول سے ان کو متبرکا مشرف کیا۔ چونکہ ان دنوں لپنے بچپنے کی وجہ سے (جب کہ آپ کی عمر آٹھ سال تھی) خواجہ اسحاق مجاہدہ اور ریاضت کے حامل نہیں تھے۔ پس حضرت شاہ ہمدانؒ چند دنوں کے بعد ختلان سے سیاحت کی طرف رواں دواں ہوئے۔

اور بارہ برس بعد آنحضرتؒ نے معلوم کر لیا۔ کہ اس لاہوتی شاہین میں سالکین کی خدمت کی طاقت پیدا ہو گئی ہے اور مرشدین کی ارادت کی عمر (یعنی بیس سال کی عمر مرید بننے کی شرط ہے) پہنچ چکی ہے تو آپ سفر سے واپس وارد ختلان ہوئے۔ تب اس بلبل ریاض تصوف (خواجہ اسحاق) نے دوسری مرتبہ بیعت کی۔ اور ریاضت اور طرح طرح کے مجاہدات میں لگ گئے۔ امیر کبیرؒ بھی خواجہ علیہ الرحمہ کی تادیب و تربیت میں مشغول ہو گئے حضرت امیر کبیرؒ کو بھی رخ نبی اشارہ کے تحت معلوم ہو چکا تھا کہ آپ کے بعد آپ کا جانشین یہی بدر منیر بنے گا۔

حضرت امیر علیہ الرحمہ کی کیمیائی نظر کی برکت سے حضرت خواجہ ولایت کے درجات سے ترقی پاتے پاتے قطبؒ کے مرتبہ پر فائز ہوئے۔

خود حضرت خواجہؒ کا ارشاد ہے کہ تجدید بیعت اور جناب شاہ ہمدانؒ کی ملاقات سے قبل ایک رات میں نے خواب میں دیکھا کہ ہم کو بادشاہ کے سامنے پابہ زنجیر لے جاتے ہیں اور ہم پوچھتے ہیں کہ دوستو ہم کو بادشاہ نے کیوں طلب کیا ہے۔ ہم نے نہ خون ناحق اور نہ چوری کی ہے۔ اس سزا میں کیوں جکڑا ہیں۔

جواب ملا کہ آپ کو سید علی ہمدانیؒ نے طلب کیا ہے میں خوش ہوا اور دوڑنا شروع کیا۔ جب میں آپ کی خدمت میں پہنچا تو دیکھا کہ آپؒ ایک تخت پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں نے آپ کے پاؤں پر سر رکھ کر آداب بجالائے۔ آپؒ نے فرمایا جس کسی کی بھی یہ خواہش ہو گی وہ لپنے مقصد کو پہنچ گا۔ چنانچہ آپؒ نے فرمایا جس نے مجھے طلب کیا اس نے مجھے پالیا۔ جب میں بیدار ہوا تو جلد ہی حضرت شاہ ہمدانؒ کے بابرکت قدموں میں سر رکھ دیا اور بیعت کر لی۔

سید علی ہمدانی قدس اللہ روحہ نے حضرت خواجہ علیہ الرحمہ کو خانقاہ کی خدمت سپرد کی۔ کچھ مدت کے بعد مرشد کے فرمان کے مطابق درویشوں کے وضو کے لئے پانی مہیا کرتے رہے پھر باورچی خانے میں چلے گئے اور باورچی خانہ کی لکڑیاں لاتے رہے

جب کچھ مدت گزر گئی تو امیر کبیر نے اس طائر لاہوتی کو خلوت کی اجازت دے دی اور فتوحات کے دروازے ان پر کھول دیئے۔ جب یہ لاہوتی پرندہ قفس سے آزاد ہوا تو لاہوت، ملکوت اور جبروت کی طرف پرواز کرنے لگا۔

ایک دن امیر کبیر سید علی ہمدانی نے خواجہ اسحاق اور ان کے بھائی خواجہ شمس الدین کے متعلق مولانا نورالدین جعفر بدخشانی سے جو آپ کے مخلص مرید تھے ترغیب کیلئے فرمایا کہ تم میرے حکم کی اچھی طرح تعمیل کیوں نہیں کرتے۔ خواجہ برادران کے حال کو دیکھو وہ کس طرح فرماں بردار ہیں نتیجتاً وہ بہت آگے نکل گئے ہیں اگر تم پچاس سال تک ریاضت میں لگے رہو تو بھی ان کے مرتبہ تک نہیں پہنچ سکو گے۔

حضرت امیر کبیر علیہ الرحمہ کے دربار میں حضرت خواجہ کو ممتاز مقام حاصل تھا۔ آپ ان کی بہت رعایت فرمایا کرتے تھے اور ان سے بے حد محبت رکھتے تھے یہی وجہ تھی کہ حضرت امیر کبیر نے اپنی بیٹی کا نکاح ان سے کر دیا اور یوں خواجہ اپنے پیر کی دامادی سے سرفراز ہوئے۔ حضرت خواجہ ریاضت و مجاہدہ میں لگے رہے آخرکار اس مقام پر پہنچے کہ حضرت امیر قدس سرہ نے سلسلۃ الذہب کے ارشاد کو اپنے بعد انہی سپرد کیا اور ان کو اپنا خلیفہ مقرر کر کے آخری خرقہ پہنایا۔

حضرت خواجہ علیہ الرحمہ نے ظلمت و عصیاں کو دور کیا نور اسلام کو پھیلایا۔ آپ آٹھویں صدی ہجری کے عظیم اولیاء اللہ اور مصلحین میں سے تھے آپ نے پوری زندگی درس و وعظ، تبلیغ واصلاح اور رشد و ہدایت میں گزاری۔

جب غوث المتاخرین حضرت شاہ سید محمد نور بخش حفظ قرآن سے فارغ ہوئے علوم ظاہری اور باطنی میں متبحر ہو گئے تو غوث المتاخرین قطب وقت حضرت خواجہ اسحاق کے مرید ہو گئے

بعد میں عالم رویا میں آنحضرتؐ کے فرمان کے مطابق حضرت خواجہ نے شاہ سید کی بیعت کی۔ شاہ ہمدان کا آخری خرقہ ان کے سپرد کیا اور ان کو غیبی اشارے کے تحت نور بخش کا لقب دیا۔

آمدہ از غیب نامش نور بخش
بود چوں خورشید ذاتش نور بخش

حضرت خواجہ نے اپنے مریدوں اور شاگردوں کو حضرت سید العارفین، غوث المتاخرین کی بیعت کا حکم دیا اور فرمایا جس کو دعویٰ سلوک ہو وہ حضرت نور بخش سے رجوع کرے اگرچہ ظاہراً وہ ہمارے مرید ہیں لیکن حقیقت میں وہ ہمارے پیر ہیں۔

جب خواجہ اسحاق پر از روئے کشف یہ حقیقت کھل گئی کہ حضرت سید العارفین اسرار غیبی پر جھانکنے والوں کی آنکھوں کو نور بخشنے والا ہے اور الٰہی واردات کی صدا گاہوں سے دیکھنے والوں کی بصیرت میں اضافہ کرنے والا ہے تو فرمایا کہ ہم فرزند رسول مقبولؐ (محمد نور بخش) کی بیعت کر رہے ہیں۔ اور اس آیت کی تلاوت کی۔

ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیھم.... اس کے بعد حضرت خواجہ نے فرمایا ہم سر کی بازی لگائیں گے اور کبھی منہ نہ پھیریں گے اسی روز خواجہ کے مریدوں میں سے بارہ افراد نے بیعت کی۔ آپ خانقاہ سے نکل آئے باقی اصحاب و مریدوں سے فرمایا۔ ہم نے تو بیعت کر لی تم کیا کر رہے ہو سب نے عرض کیا۔ آپ کے فرمان پر جان بھی قربان ہے۔ مگر عبداللہ مشہدی (جو اس وقت موجود نہیں تھے) نے خروج کیا۔

عبداللہ مشہدی نے خواجہ اور ان کے مریدوں کے خلاف کر عداوت باندھ لی۔ خواجہ کی مریدی سے منحرف ہو گئے۔ حاکم ختلان سلطان بایزید (جو امیر تیمور کے بیٹے مرزا شاہرخ کی طرف سے اس علاقہ پر مامور تھا) کو واقعہ کے برخلاف کچھ باتیں پہنچائیں۔ حاکم وقت نے بلا تحقیق حضرت خواجہ اسحاق، ان کے بھائی خواجہ شمس الدین اور غوث المتاخرین سمیت دیگر چند مریدوں کو گرفتار کیا اور پابہ زنجیر ہرات کی طرف روانہ کیا۔ واقعہ کے حالات مرزا شاہ رخ کو بذریعہ قاصد پہنچائے۔ جب شاہ رخ کو اطلاع ہوئی تو قیدیوں کے قتل کا حکم دے کر قاصد کو روانہ کیا۔ قاصد کے روانہ ہوتے ہی شاہ رخ کے شکم میں درد شدید ہوا۔ تمام طبیب عاجز آئے۔ مولانا حکیم الدین (علم طب کا ماہر تھا) بھی عاجز ہوئے شاہ رخ کے روبرو ایک عرضی آئی کہ تم نے (ایک ایسا سید جو زہد تقویٰ میں دنیا میں لاجواب ولامثال ہے کے) قتل کا حکم دیا ہے یہ درد تم کو اس حکم کے بدلے لاحق ہے فوراً بذریعہ قاصد دوبارہ حکم بھیجا کہ میر نور بخش کو گرفتار کر کے لایا جائے۔ اس حکم کے ساتھ ہی شاہرخ کے درد شکم میں تسکین ہوئی۔ جب یہ قیدی بلخ میں پہنچے تو وہاں پچھلا حکم موصول ہوا تھا

(باقی صفحہ نمبر ۱۱ پر)

دنیائے تصوف کی خبریں

جی - ایچ - معروفی

اکادمی ادبیات پاکستان کے چیئرمین فخر زمان اور پروفیسر ڈاکٹر احمد حسن دانی انٹرنیشنل سمپوزیم کے افتتاحی جلسہ سے خطاب کر رہے ہیں۔

نوربخشی مسلمان اہل اسلام میں سب سے زیادہ وسیع النظر اور پرامن لوگ ہیں

ممتاز جرمن سکالر ڈاکٹر اینڈریز ریک کا اسلام آباد میں منعقدہ عالمی سمپوزیم میں تاریخی خطاب

پاک جرمن ریسرچ پروجیکٹ کے زیر اہتمام قراقرم پر انٹرنیشنل سمپوزیم

نیشنل لائبریری آف پاکستان اسلام آباد کے جدید آڈیٹوریم میں ۲۹ ستمبر سے ۲ اکتوبر ۱۹۹۵ء تک انٹرنیشنل سمپوزیم آن قراقرم ہندوکش ہمالیہ ڈائنامکس آف چینج کے موضوع پر پاک جرمن ریسرچ پروجیکٹ کلچر ایریا قراقرم کے زیر اہتمام انٹرنیشنل سمپوزیم منعقد ہوا جس کا افتتاح اکادمی ادبیات پاکستان کے چیئرمین مسٹر فخر زمان نے کیا۔ اس موقع پر مقالہ نگاروں نے اپنے اپنے تحقیقی مقالے پیش کئے۔ دنیا کے مختلف ممالک سے آئے ہوئے اسکالرز نے قراقرم کے قرب وجوار میں رونما ہونے والی تبدیلیوں کا خاص طور پر ذکر کیا اور کہا کہ دنیا کے اس پسماندہ علاقے میں ترقیاتی کام اب شروع ہو چکے ہیں۔ تاہم ماحولیاتی بہتری کے لئے قدم اٹھانے کی ضرورت ہے۔ اس موقع پر جرمنی سے اسلامک اسٹڈیز کے محقق ڈاکٹر اینڈریز ریک نے شمالی علاقہ جات میں نوربخشی کمیونٹی پر تحقیقی مقالہ پیش کیا۔ ان کے تحقیقی مقالے کا موضوع The Nurbkhshis of Baltistan Revival of the oldest Muslim Community in the Northern Areas of Pakistan تھا۔ ڈاکٹر ریک نے جنہیں یہ مقالہ پیش کرنے کے لئے جرمنی سے خصوصی طور پر مدعو کیا گیا تھا، کہا کہ نوربخشی سلسلہ مبلغ اسلام امیر کبیر

سید علی ہمدانی کے مرید خاص خواجہ اسحاق ختلانی کے دور میں ان کے مرید و مرشد سید محمد نور بخش قہستانی سے چلا ہے ۔ پہلے یہ کبرویہ سلسلہ کہلاتا تھا ۔ بعد میں نور بخشیہ کہلایا ۔ یہ تصوف اسلامی کا ایک اہم سلسلہ ہے ۔ سید محمد نور بخش نے دو اہم کتابیں فقہ احوط اور اصول اعتقادیہ کے نام سے عربی میں تحریر کی ہیں ان کتابوں سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ مکتب فکر اہل سنت سے بھی قریب ہے اور اہل تشیع سے بھی خود شاہ سید نے بھی اس امر کی طرف اشارہ کیا ہے ۔ ڈاکٹر ریک نے کہا نور بخش لوگ تمام اسلامی فرقوں کا یکساں احترام کرتے ہیں ۔ ان کے پیروکاروں اہل سنت اور اہل تشیع کے دینی مدارس میں جا کر تعلیم حاصل کرتے ہیں جس کی وجہ سے فارغ ہونے والے طلباء میں ذہنی ہم آہنگی نہیں پائی جاتی جس کی وجہ سے بعض اوقات نظریاتی تصادم رونما ہوتا ہے ۔

ڈاکٹر ریک نے کہا بعض مصنفین کے مطابق سید محمد نور بخش کشمیر یا بلتستان نہیں آئے بلکہ ان کے بیٹے شاہ قاسم فیض بخش اور ان کے مرید محمد عراقی بت شکن آئے ۔ تاہم نور بخش لوگوں کا خیال ہے کہ سید محمد نور بخش بلتستان وارد ہوئے تھے بلتستان کے بعض قلم کاروں کا خیال ہے کہ بلتستان کے گرد و نواح میں میر عراقی نے اسلام پھیلایا جبکہ بعض کے نزدیک سید علی ہمدانی نے اسلام کی اشاعت کی ۔ تاہم تاریخ بلتستان کے مصنف غلام حسن نور بخش سہروردی کے مطابق کشمیر، لداخ اور بلتستان کے گرد و نواح میں سب سے پہلے مبلغ اسلام حضرت امیر کبیر سید علی ہمدانی نے دین اسلام کی تبلیغ کر کے ہزاروں لوگوں کو مسلمان بنایا بعد میں یکے بعد دیگرے سید محمد نور بخش اور میر عراقی نے اسلام کو مزید استحکام پہنچایا ۔ ڈاکٹر ریک نے کہا بلتستان کے مختلف شہروں میں سید علی ہمدانی کی بنائی ہوئی عالیشان خانقاہیں اب بھی صحیح یا خستہ حالت میں موجود ہیں ۔

انہوں نے کہا نور بخشیوں کے مطابق نور بخش بلتستان کے قدیم ترین اہل اسلام ہیں جن کے آثار خانقاہوں کی شکل میں بلتستان کے گرد و نواح میں جگہ جگہ موجود ہیں ۔ روندو، گرب سکردو، شگر اور خپلو کی خانقاہیں اب بھی تصوف اسلامی کے دور عروج کے کہانی سنا رہی ہیں ۔ سید محمد نور بخش کے بعد ان کے بیٹے شاہ قاسم فیض اور میر عراقی نے اس سلسلے کو آگے بڑھایا لیکن صفوی دور حکومت میں ایران میں ان کے عقیدہ تمندوں کا شیرازہ بکھر گیا ۔ جس کا اثر کشمیر میں پڑا اور چک حکمرانوں نے صفویوں کے اشارے پر مذہب صوفیہ کو خیرباد کہہ دیا ۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ میر عراقی کے دور میں مرزا حیدر دوغلت نے کشمیر میں تصوف کو کچل ڈالا ۔ بہت سے معتقدین قتل ہوئے کچھ نے روپوشی اختیار کی کچھ فرار ہو گئے تاہم لداخ اور بلتستان کی مخصوص آب و ہوا اور قدرتی رکاوٹوں کی وجہ سے ان علاقوں پر یہ قتل و غارت اثر انداز نہ ہو سکی اور اب تک ان علاقوں میں نور بخشیہ کے پیروکار موجود ہیں ۔ تاہم بلتستان سے بیرون دنیا میں تعلیم حاصل کر کے واپس آنے والے بعض علماء نے جن میں سید عباس، سید علی کریمی اور سید ابوالحسن قابل ذکر ہیں، نور بخش مسلک کو ترک کر کے غیر نور بخشی تعلیم دینے کا سلسلہ شروع کر دیا ۔ ان میں سے سید علی کریمی غیر نور بخشی ہونے کے باوجود نور بخشیوں کی امامت اور خطابت کرتے رہے لیکن درپردہ شیعت کو فروغ دیتے رہے اور آخر میں نور بخشیوں کی ایک بڑی آبادی کو شیعہ بنانے کے بعد اپنے اصل عقیدے کا اظہار کر دیا ۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ ملا پشاوری نے بھی یہی حربہ اپنایا نور بخشی اور اہل حدیث کی تعلیمات بیک وقت دیتے رہے ۔ تاریخ بلتستان کے مصنف غلام حسن نور بخشی سہروردی کے مطابق ۱۹ ویں صدی تک بلتستان میں تمام لوگ نور بخشی تھے ۔ لیکن مذکورہ علماء کے دوغلا پن کی وجہ سے آہستہ آہستہ نور بخشی اکثریت اقلیت بنتی گئی ۔ یوں سو سال کے اندر نور بخشی آبادی پچاس سے پچپن فیصد کم ہو گئی ان حالات کو دیکھ کر مولوی حمزہ علی نے جنہوں نے ۱۹۵۹ء میں راولپنڈی میں وفات پائی ۔ فلاح المومنین اور نور المومنین نامی کتابیں تحریر کیں جن میں اسلامی فرقوں کے عقیدوں کا الگ الگ تفصیل سے ذکر کیا اور مذہب صوفیہ کی جداگانہ اور ممتاز حیثیت کو اجاگر کیا ۔ بعد میں کراچی سے ندوہ اسلامیہ صوفیہ نور بخشیہ کے زیر اہتمام علامہ محمد بشیر نے فقہ احوط اور اصول اعتقادیہ کا اردو ترجمہ شائع کر کے نور بخشیوں میں تقسیم کیا ۔

جن کی وجہ سے نور بخشیوں پر بیرونی اشاعتی یلغار سے پیدا ہونے والے اثرات کچھ کم ہوئے ۔ تاہم ان کی کتابوں پر سنی اثرات کا الزام عائد کر کے غیر مقبول بنانے میں چند لوگوں نے

تفکر و تذکر

ڈاکٹر غازی محمد نعیم اسلام آباد

قرآن مجید فرقان الحمید میں اللہ تبارک و تعالیٰ کا ارشاد ہے الھکم التکاثر حتی زرتم المقابر ۔ لوگوں کو (مال و دولت کی) کثرت نے غفلت میں ڈال دیا حتیٰ کہ وہ قبروں کے کنارے تک پہنچ گئے۔

اس آیت شریف میں کثرت مال کی ہلاکت آفرینیوں سے عالم انسانیت کو آگاہ کیا گیا ہے۔ دنیوی مال و دولت ایسی چیز ہے جو بیک وقت مفید بھی ہے اور مہلک بھی۔ قبل اس کے کہ ہم اس کے مثبت اور منفی پہلوؤں پر روشنی ڈالیں۔ ہمیں معلوم کرنا چاہئے کہ مال و دولت فی نفسہ کیا شے ہے اور اس کی کیا ماہیت اور غایت ہے۔

جیسا کہ ہر ذی شعور اس بات کو بخوبی سمجھتا ہے کہ انسان جسم اور روح کا مرکب ہے۔ روح اپنے وجود کے اظہار کے لئے اپنے عنصری قفس پر انحصار کرنے پر مجبور ہے اور اس عنصری قفس یعنی جسم کو بھی اپنا وجود برقرار رکھنے کے لئے چند اسباب اور وسائل پر منحصر ہونا پڑتا ہے۔ ان اسباب و وسائل کی دو صورتیں ہیں۔

۱۔ حوائج ضروریہ

۲۔ سامان تعیش

انسان کی بنیادی ضروریات یعنی خوراک، لباس، مکان وغیرہ اس کے زندہ رہنے کی بنیادی شرط ہیں جب کہ تعیش کے سامان اس کی مادی زندگی کو آسان بنانے اور اس کی لذت اور رنگینی میں اضافہ کرنے کے لئے بروئے کار لائے جاتے ہیں۔ جب سے انسانی تہذیب و تمدن کا باقاعدہ آغاز ہوا ہے ان اسباب و وسائل کو زر و سیم اور روپے پیسے کے پیمانوں سے ناپا جاتا ہے اور انہی پیمانوں کے تحت ان کی لین دین ہوتی ہے۔

محدود ضرورتیں لامحدود خواہشات

اگر انسان قناعت کا راستہ اختیار کرے تو اس کی بنیادی ضروریات ایک صحت مند جسم کے وجود کو برقرار رکھنے کے بنیادی وسائل یعنی روٹی، کپڑا اور مکان ہی ہیں۔ اگر ان میں بنیادی ضرورتوں میں بھی سادگی اور اعتدال کو ملحوظ رکھا جائے تو شاید بنیادی انسانی ضروریات کی فہرست نہایت محدود نظر آئے گی مگر ہم دیکھتے ہیں کہ اکثر انسان ان بنیادی ضرورتوں کی فراہمی پر قانع نہیں ہوتے۔ وہ ہمیشہ اس دھن میں رہتے ہیں کہ کس طرح مال و زر کے انبار لگائے جائیں، کس طرح سامان تعیش کی فراہمی میں زیادہ سے زیادہ تکلف کیا جائے اور کس طرح ساری دنیا کے وسائل کو اپنے اور صرف اپنے استعمال میں لانے کی سبیل کی جائے۔

بلاشبہ دنیا میں دنیا داروں کے لئے بہت سی دلفریب اور مسحور کن چیزوں کی بھرمار ہے چنانچہ خدا تعالیٰ نے خود فرمایا ہے: زین للناس حب الشھوات من النساء والبنین والقناطیر المقنطرۃ من الذھب والفضۃ والخیل المسومۃ والانعام والحرث ذالک متاع الحیوۃ الدنیا واللہ عندہ حسن المآب ۔ لوگوں کے لئے مرغوبات نفس ۔ عورتیں، اولاد بڑی خوش آئند بنا دی گئی ہیں، مگر یہ سب دنیا کی چند روزہ زندگی کے سامان ہیں۔ حقیقت میں جو بہتر ٹھکانا ہے وہ تو اللہ کے پاس ہے۔

اب آیئے دیکھیں کہ وہ کیا محرک ہے جو انسان کو مال و زر کے جمع کرنے اور اس کی پرستش و پوجا کرنے پر مجبور کرتا ہے۔

جذبہ ملکیت

جذبہ ملکیت سے مراد کسی چیز کو اپنانے کی خواہش ہے۔ محدود پیمانے پر جذبہ ملکیت عین فطری چیز ہے اور انسانوں کے علاوہ دیگر تمام جانوروں میں بھی ایک مخصوص حد تک ملکیت کا جذبہ موجود ہوتا ہے۔ چنانچہ ماہرین حیاتیات کا خیال ہے کہ

اہم کردار ادا کیا ہے۔ آج کل کراچی میں ایک دینی مدرسہ بھی قائم ہے اور اسلام آباد سے احیائے تصوف کے موضوع پر ایک علمی جریدہ ماہنامہ نوائے صوفیہ کے نام سے جاری ہے یہ رسالہ مختصر عرصہ میں عوام میں کافی حد تک مقبولیت حاصل کر چکا ہے اس میں تصوف اسلامی کے مختلف موضوع پر قابل ذکر اسکالرز کے تحقیقی مضامین شائع ہوتے ہیں۔ نور بخشی مذہب کی بنیاد " امنت باللہ وملائکتہ وکتبہ ورسولہ والیوم الاخر " اور ان کے عقائد ہر قسم کے افراط و تفریط سے پاک ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ بارہ آئمہ کو بھی ماننے والے ہیں۔ نور بخشی اپنے عقائد کے لحاظ سے اہل اسلام میں سب سے زیادہ وسیع النظر گروہ ہیں۔ نور بخشی پانچ وقت کی نمازوں کے بعد اوراد پڑھتے ہیں خصوصاً نماز فجر کے بعد امیر کبیر سید علی ہمدانی کے اوراد فتحیہ دائرہ میں بیٹھ کر اور یک آواز ہو کر پڑھتے ہیں۔

خانقاہوں میں چلہ خانے کثرت سے بنے ہوئے ہیں جہاں اعتکاف میں بیٹھنے کا عام رواج ہے نور بخش مسلک تصوف اسلامی کے سلسلوں میں سے ایک سلسلہ ہے جیسے سلسلہ ذھب

کہتے ہیں ان کے عقائد کا خلاصہ آئینہ نور بخشی کے نام سے مشہور ہے۔ کچھ اس طرح سے ہے "بندہ خدا، ذریت آدم، ملت ابراہیم، اُمت محمدؐ، دین اسلام، کتاب قرآن، قبلہ کعبہ، متابعت سنت، محب علیؑ، سلسلہ ذھب، مذہب صوفیہ، مشرب ہمدانیہ، درویش نور بخش مرید مرشد۔ نور بخشیوں میں مرید و مرشد کا سلسلہ اب بھی جاری ہے آج کل سید محمد شاہ نورانی پیر نور بخشیہ ہے۔ جو کہ کریس میں مقیم ہے ڈاکٹر ریک نے کہا نور بخشی تاریخ جو کہ تحفتہ الاحباب کے نام سے موسوم ہے محمد رضا اخوندزادہ نے اردو میں ترجمہ کیا ہے۔ مگر نامعلوم وجوہ کی بناء پر ابھی تک شائع نہیں ہو سکا ہے۔ انہوں نے کہا میں ذاتی طور پر اس کتاب کو دیکھنے کا خواہشمند ہوں۔

سیمینار کے تیسرے دن Ladakh.s Relations with Baltistan کے موضوع پر دو مقالہ نگاروں عبدالغنی شیخ اور نوانگ تسرینگ شخاسپو نے جو کہ لداخ کے شہر لیہ سے اس سیمینار میں شرکت کے لئے آئے تھے اپنے تحقیقی مقالے پیش کئے شخاسپو جو کہ لداخ لیہ میں بطور کلچرل آفیسر ہیں بنارس سے بی اے تک تعلیم حاصل کی۔ مذہب کے اعتبار سے بدھسٹ ہیں۔ انہوں نے کہا کہ لداخ اور بلتستان تہذیبی اور ثقافتی اعتبار سے یکساں نظر آتے ہیں۔ ان علاقوں کے رہنے والے رہن سہن، بول چال اور شکل میں ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہیں انہوں نے کہا تقسیم سے قبل ان دونوں میں مشترکہ خاندانی نظام رائج تھا۔ اس موضوع پر دوسرے مقرر عبدالغنی شیخ جنہوں نے تاریخ میں ایم۔ اے کیا ہے انگریزی میں پانچ کتابیں تصنیف کی ہیں۔ لداخ کی تاریخ ثقافت مذہب زبان اور تمدن پر ساٹھ کے قریب مضامین اردو اور انگریزی زبانوں میں شائع کئے ہیں۔ آپ لداخ مسلم ایسوسی ایشن کے نائب صدر اور انجمن معین الاسلام سنی حنفی لیہ کے نائب صدر رہے ہیں اور اسلامیہ ہائی سکول لیہ میں پرنسپل کی حیثیت سے خدمات انجام دیتے رہے ہیں۔ عبدالغنی شیخ نے اپنے تحقیقی مقالے میں لداخ اور بلتستان کی تہذیبی تمدنی اور لسانی یکسانیت پر تفصیل سے روشنی ڈالی انہوں نے کہا لداخ اور بلتستان کے لوگوں کا رہن سہن، لباس، خوراک اور شکل و صورت بھی کافی حد تک ایک دوسرے سے ملتے جلتے ہیں۔ انہوں نے کہا لداخ اور بلتستان میں امیر کبیر سید علی ہمدانی اور میر شمس الدین عراقی نے اسلام پھیلایا نمائندہ نوائے صوفیہ سے بات چیت کرتے ہوئے انہوں نے کہا لیہ شہر میں نور بخشی مسلمان کم تعداد میں ہیں جمعہ اور عید کی نماز میں اہل سنت کے ساتھ ادا کرتے ہیں۔ اور محرم کے دنوں میں مجلس سننے کے لئے اہل تشیع کے ہاں جاتے ہیں۔ تاہم لداخ کے دیگر حصوں جن میں پرتاپ پور، بخشی، بوغدانگ، تورتوک اور چوتو نکھا شامل ہیں۔ نور بخشی ہزاروں کی تعداد میں ہیں۔

ان جگہوں میں بڑی خانقاہیں اور مسجدیں آباد ہیں جہاں لوگ پانچ وقت کی نمازوں کے علاوہ جمعہ اور عید کی نمازیں باجماعت ادا کرتے ہیں پہلے ان جگہوں میں تعلیم یافتہ کم تھے اب کافی پڑھے لکھے لوگ نکلے ہیں جن میں ڈاکٹر، انجینیرز کی بھی کافی تعداد ہے۔ انہوں نے کہا لداخ میں تمام مسلمانوں میں ہم آہنگی ہے۔ مذہبی رسومات میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرتے ہیں۔ تمام معاشرتی مسائل باہمی تعاون سے حل کرتے ہیں اس موقع پر ادارہ نوائے صوفیہ نے کتابوں کا ایک سیٹ بطور تحفہ پیش کیا۔ انہوں نے ماہنامہ نوائے صوفیہ دیکھ کر انتہائی خوشی کا اظہار کیا اور اس جریدہ کے لئے مضامین بھیجنے کا وعدہ کیا۔ انہوں نے کہا ہم لداخ جا کر اہل تصوف کو یہ رسالہ

دکھائیں گے۔ وہ بھی انشا اللہ آپ حضرات کو خط لکھیں گے۔

اس موقع پر سری نگر کے مندوب ڈاکٹر محمد اسحاق خان جو کہ سری نگر یونیورسٹی میں پروفیسر ہیں نوائے صوفیہ میں شاہ ہمدان پر اسکالرز کے مضامین دیکھ کر حیران رہ گئے۔ انہوں نے دریافت کیا کہ کیا آپ لوگ امیر کبیر کے اوراد فتحیہ پڑھتے ہیں۔ اثبات میں جواب ملنے پر مسرت کا اظہار کرتے ہوئے اوراد فتحیہ کی کیسٹ کی فرمائش کی جسے لیاقت علی خان صاحب نے پورا کیا۔ ڈاکٹر محمد اسحاق سے کہا گیا کہ ہم امیر کبیر کے معتقدین باقاعدگی سے نماز فجر کے بعد اوراد فتحیہ دائرہ کی شکل میں بیٹھ کر پڑھتے ہیں جس سے دلوں کو روحانی سکون ملتا ہے۔

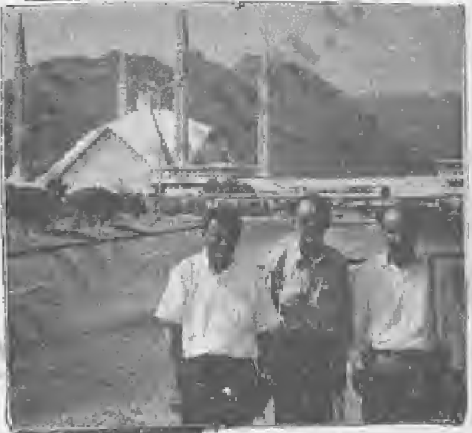

دائیں سے ڈاکٹر محمد اسحاق (سری نگر)، درمیان میں عبدالغنی شیخ (لداخ لیہ) بائیں جانب شخاسپو (لداخ لیہ)

نمائندہ نوائے صوفیہ جی۔ایچ۔معروفی

قارئین نوائے صوفیہ سے گزارش

۱۔ رسالہ میں تصویر شائع کروانے کے خواہشمند حضرات سے گزارش ہے کہ وہ مبلغ پچیس (۲۵/) روپے اپنی تصویر کے ساتھ ارسال کریں۔ تصویر بلیک اینڈ وائٹ ہونی چاہئے۔

۲۔ قارئین کے اکثر خطوط ایک روپے والے لفافہ میں موصول ہو رہے ہیں۔ جس کی وجہ سے ڈاک کا بقیہ خرچ ہمیں خود ادا کرنا پڑتا ہے۔ لہذا خطوط بھیجنے والے حضرات ڈیڑھ روپے والا لفافہ استعمال کریں ورنہ خط وصول نہیں کیا جائے گا۔

۳۔ علامہ بشیر صاحب کی غیر موجودگی کی وجہ سے مجموعہ شریعت محمدیہ اور آپ کے مسائل اور ان کا حل عارضی طور پر بند ہیں۔ علامہ صاحب کی واپسی پر یہ سلسلہ دوبارہ شروع کیا جائے گا۔ تب تک کے لئے ہم معذرت خواہ ہیں۔

۴۔ رسالے کی باقاعدہ اشاعت کو یقینی بنانے کے لئے مستقل خریداروں سے گزارش ہے کہ وہ اپنا سالانہ چندہ بروقت ارسال کریں نیز دیگر قارئین سے التماس ہے کہ وہ رسالے کے مستقل خریدار بن جائیں۔

۵۔ امید ہے کہ آپ احیائے تصوف کے اس عظیم مشن میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں گے تاکہ گلشن تصوف کی شادابی ہمیشہ برقرار رہے۔

(ادارہ نوائے صوفیہ)

خوشخبری

کمپیوٹر پر اردو / انگلش کمپوزنگ کے لئے باکمال لوگ لاجواب سروس سے فائدہ اٹھائیں۔ بازار سے نہایت سستے داموں اردو / انگلش کمپوزنگ کی جاتی ہے۔ خواہشمند حضرات رجوع فرمائیں۔

پتہ: جی۔ایچ۔معروفی 14/7، کینگری فور، سیکٹر آئی ایٹ ون، اسلام آباد فون: 443583

تحفظ ماحولیات کے چیئرمین آصف علی زرداری نے امیر کبیر سید علی ہمدانی کے مزار پر حاضری دی

۲۰ ستمبر کو ممبر قومی اسمبلی اور تحفظ ماحولیات کے چیئرمین آصف علی زرداری نے تاجکستان کے شہر ختلان میں مشہور روحانی پیشوا امیر کبیر سید علی ہمدانی کے مزار پر حاضری دی اور فاتحہ خوانی کی۔ اس موقع پر انہوں نے مزار کی تزئین و آرائش دیکھ کر خوشی کا اظہار کیا۔ یاد رہے شاہ ہمدان پاکستان کے مشہور شہر ضلع ہزارہ کے موضوع کوٹ میں وفات پائے تھے۔ لیکن تاجکستان کے عقیدت مندوں نے وہاں لے جا کر سپرد خاک کیا۔ تاجکستان میں آپ کے مزار پر روزانہ سینکڑوں تعداد میں عقیدتمندوں کا ہجوم رہتا ہے۔

سجاد حسین بلغاری کا اعزاز

معروف قلم کار سجاد حسین بلغاری نے آزاد کشمیر یونیورسٹی سے بی۔ ایس۔ سی اپلائیڈ جیالوجی فرسٹ پروفیشن میں سیکنڈ ٹاپ پوزیشن حاصل کرکے سلور میڈل کا حقدار پایا ہے۔ ادارہ نوائے صوفیہ انہیں اس نمایاں کامیابی پر مبارکباد پیش کرتا ہے۔

(ادارہ)

تحریک اتحاد نوربخشیہ شگر کے زیر اہتمام جلسہ

تحریک اتحاد نوربخشیہ شگر گلاب پور نے مرکز شاہ ہمدان میں ایک پروقار جلسہ کا اہتمام کیا جس میں علامہ محمد اسماعیل صاحب اور انجمن کے تمام اراکین کے علاوہ کثیر تعداد میں لوگوں نے شرکت کی۔ اس موقع پر علامہ محمد اسماعیل نے کہا کہ گلاب پور اہل تصوف کا مرکز ہے۔ اس مرکز کو ہمیشہ قائم و دائم رکھنا ہم سب کا فرض ہے۔ انہوں نے کہا کہ آج کا بچہ مستقبل کا معمار ہے۔ والدین پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ اپنے بچوں کو زیور تعلیم سے آراستہ کریں۔ تاکہ وہ شاہ سید محمد نوربخش کے نقش قدم پر چل سکیں۔

اکبر جاوید آبدالی
ہائی سکول گلاب پور شگر

نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن سکردو کا اجلاس

نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن ڈویژنل یونٹ سکردو کا ایک اجلاس مورخہ ۱۵ ستمبر ۱۹۹۵ء کو جامعہ شاہ ہمدان کے ہال میں منعقد ہوا۔ جس میں ملت نوربخشیہ کے غیور طلباء اور باشعور نوجوانوں کی بھاری اکثریت نے شرکت کی۔ یہ عظیم اجتماع NYF کی آرگنائزنگ کمیٹی کی ایک مہینے کی انتھک کوششوں کا نتیجہ تھا۔ NYF ڈویژنل یونٹ سکردو نے اپنی اولین ترجیحات میں سکردو ہیڈ کوارٹر میں ایک بڑی لائبریری کے قیام کا فیصلہ کیا ہے۔ آج کے اجلاس میں نئی کابینہ تشکیل دی گئی۔

نومنتخب عہدیداران درج ذیل ہیں:۔

۱۔ محمد الیاس ایڈووکیٹ خپلو، صدر
۲۔ غلام عباس سکسا، نائب صدر
۳۔ محمد علی چھوربٹ، سیکرٹری جنرل
۴۔ محمد حسن شیلاوی سرمک، جوائنٹ سیکرٹری
۵۔ غلام ہادی عادل خپلو، فنانس سیکرٹری
۶۔ محمد اسحاق شیر تھنگ سکردو، سیکرٹری نشرواشاعت
۷۔ محمد ابراہیم منٹھل سکردو، سوشل سیکرٹری
۸۔ جاوید حسین شہباز، ڈپٹی سوشل سیکرٹری
۹۔ محمد سلیم سرمیکی، رابطہ سیکرٹری
۱۰۔ صوفی محمد الیاس سیٹلائٹ ٹاؤن سکردو، لائبریرین
۱۱۔ محمد رمضان غورسے، ڈپٹی لائبریرین
۱۲۔ شجاعت علی چھوربٹ، آفس سیکرٹری
۱۳۔ حبیب اللہ مرکی، ناظم اجلاس

آرگنائزنگ کمیٹی

۱۔ سیف اللہ براہوی مقیم سکردو، نگران اعلیٰ
۲۔ عبدالرحیم، شیر تھنگ سکردو
۳۔ احمد حسین شیلا، علاقہ سرمک
۴۔ غلام مہدی
۵۔ سید حمایت حسین
۶۔ محمد جعفر شگری
۷۔ محمد اسحاق
۸۔ محمد اسماعیل
۹۔ سید عارف حسین

تقریب حلف وفاداری NYF براہ بالا یونٹ

نور بخشیہ یوتھ فیڈریشن پاکستان براہ بالا یونٹ کی نو منتخب کابینہ کے حلف وفاداری کے سلسلے میں ایک پروقار تقریب مورخہ ۸ ستمبر بروز جمعۃ المبارک بعد از نماز جمعہ خانقاہ معلیٰ میں منعقد ہوئی۔ حلف وفاداری کی اس تقریب میں علماء کرام، عوامی نمائندے، سماجی کارکن اور طلبہ برادری کے علاوہ عوام الناس کی بڑی تعداد نے شرکت کی۔ سٹیج سیکرٹری کے فرائض محمد یعقوب نے جو کہ مرکزی این وائی ایف کے پریس سیکرٹری بھی ہیں، مختصر طور پر این وائی ایف کی اہمیت اور اس کے فرائض پر روشنی ڈالی اور انہوں نے علاقے کے نوجوان طبقے بالخصوص طلبہ پر زور دیا کہ وہ مذہبی جذبے سے سرشار ہو کر خدمت خلق کے لیے آگے آئیں۔

نونہال طالب علم نور الامین نے ترانہ نور بخشیہ پیش کر کے سامعین سے داد تحسین وصول کی۔

این وائی ایف براہ بالا یونٹ کے کونسل آف گائیڈنس کے چیئرمین جناب سید جمال الدین نے نو منتخب کابینہ سے حلف لیا۔ اس کے بعد نو منتخب صدر جناب غازی محمد بلال صاحب نے تقریب سے خطاب کیا۔ بعد ازاں ایس ایم غلام نبی صاحب ممبر کونسل آف گائیڈنس این وائی ایف براہ بالا یونٹ نے حاضرین سے خطاب کرتے ہوئے این وائی ایف کی ضرورت اور اس کی خدمات پر روشنی ڈالی۔ اس موقع پر علی محمد نائب صدر پیپلز پارٹی ضلع گانگچھے نے تقریب سے خطاب کرتے ہوئے نوجوانوں بالخصوص طلبہ پر زور دیا کہ وہ اس تنظیم کے لئے دن رات کام کریں۔ ممبر کونسل آف گائیڈنس بابو احمد علی نے بھی خطاب کیا اور نو منتخب کابینہ کو مبارک باد پیش کی۔ صدر تقریب اور یونٹ کے کونسل آف گائیڈنس کے چیئرمین جناب سید جمال الدین الموسوی نے اپنے خطاب میں نوجوانوں کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا کہ عرصہ دراز سے براہ میں نوجوانوں کی ایک تنظیم کی اشد ضرورت تھی۔ آج نوجوانوں نے یہ خواب بھی پورا کر دیا ہے۔ تقریب کے اختتام پر سٹیج سیکرٹری محمد یعقوب نے حاضرین کا شکریہ ادا کیا۔

نو منتخب کابینہ کے اراکین کے نام حسب ذیل ہیں:۔

۱۔ غازی محمد بلال، صدر
۲۔ محمد ابراہیم سعودی، سینئر نائب صدر
۳۔ محمد اسماعیل، جنرل سیکرٹری
۴۔ علی موسیٰ، جوائنٹ سیکرٹری
۵۔ حسین علی شہباز، پریس سیکرٹری
۶۔ اشرف حسین، فنانس سیکرٹری
۷۔ محمد خلیل، رابطہ سیکرٹری

حسین علی شہباز
پریس سیکرٹری NYF براہ یونٹ

غلام عباس چوپا سیکرٹری جنرل NYF گانگچھے کا اعزاز

۱۴ اگست کو یوم پاکستان کے موقع پر ڈسٹرکٹ سطح پر ہونے والے تقریری مقابلے میں ہائر سیکنڈری سکول خپلو کی جانب سے بہترین خطابت پر NYF ڈسٹرکٹ گانگچھے کے جنرل سیکرٹری غلام عباس چوپا کو امتیازی سرٹیفکیٹ سے نوازا گیا۔ اس سلسلے میں اراکین NYF گانگچھے غلام عباس چوپا کو دلی مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

کھرمنگپی داس شگر کے مذہبی حالات

محلہ کھرمنگپی داس شگر جو کہ چودہ گھرانوں پر مشتمل ایک چھوٹا سا گاؤں ہے اس میں مقیم تمام لوگ اہل تصوف سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہاں دو چھوٹی مسجدیں ہیں اور ایک اسلامی سکول ہے۔ جس میں بچے دینی تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ لوگ ہر سال اپنے فطرانے اور زکواۃ کی رقم اس مدرسہ کو عنایت کرتے ہیں۔ جمعہ کے دن سب لوگ خانقاہ معلیٰ گلاب پور نماز جمعہ ادا کرنے جاتے ہیں۔ اور اپنی مسجدوں میں پانچ وقت کی نمازوں کے ساتھ عیدین اور اسلامی رسمیں ہمیشہ مذہبی جوش و خروش سے مناتے ہیں۔

محمد اسلم ولد حسین
کھرمنگپی داس شگر

(باقی صفحہ نمبر ۱۱ پر)

The Monthly NAWA-I-SUFIA Islamabad
Reg. No. B/1-D-97

چہل مقام صوفیہ

۱۔ نیت
۲۔ خلوت
۳۔ ارادت
۴۔ توبہ
۵۔ مجاہدہ
۶۔ مراقبہ
۷۔ صبر
۸۔ ذکر
۹۔ مخالفت نفس
۱۰۔ رضا
۱۱۔ موافقت
۱۲۔ تعلیم
۱۳۔ توکل
۱۴۔ زہد
۱۵۔ عبادت
۱۶۔ ورع
۱۷۔ اخلاص
۱۸۔ صدق
۱۹۔ خوف
۲۰۔ رجا
۲۱۔ فنا
۲۲۔ بقا
۲۳۔ علم الیقین
۲۴۔ حق الیقین
۲۵۔ معرفت
۲۶۔ ولایت
۲۷۔ محبت
۲۸۔ شوق
۲۹۔ ہیبت
۳۰۔ قرب
۳۱۔ خلوص
۳۲۔ انس
۳۳۔ وصال
۳۴۔ کشف
۳۵۔ مخاطرہ
۳۶۔ تجرید
۳۷۔ تفرید
۳۸۔ انبساط
۳۹۔ حیرت
۴۰۔ تصوف

Copyright www.sufianoorbakhshia.org

مختلف جانور اور پرندے اپنی ملکیت کے حدود کا تعین کر لیتے ہیں اور ان حدود میں کسی اور کی مداخلت برداشت نہیں کرتے۔ پس ایک مناسب حد تک جذبہ ملکیت عین فطری اور قرین عقل و انصاف ہے لیکن حد سے بڑھا ہوا جذبہ ملکیت نہ صرف دنیوی زندگی میں آدمی کی بے سکونی اور خلش دائم کا ذمہ دار ہے بلکہ خسران اخروی کا بھی پیش خیمہ ثابت ہو سکتا ہے۔ عقل مند آدمی دراصل وہ ہے جو اس دنیا کو ایک سرائے سمجھے جہاں کسی نے مستقل قیام نہیں کرنا ہے بلکہ کوئی رات اور کوئی دن گزار کر اپنی اصل منزل کی طرف کوچ کر جانا ہے۔ پس اس سرائے سے دل لگانا اور اس کو اپنانے کی خواہش قرین جنوں تو ہے قرین عقل ہرگز نہیں۔ اس کے برعکس وہ اپنی عقل مندی کا ثبوت یوں مہیا کرتا ہے کہ دنیا کو اپنا نہ سمجھتے ہوئے بھی ساری دنیا کو اپنی ملکیت تصور کرتا ہے۔ اس نکتے کی سادہ سی تشریح یوں کی جا سکتی ہے۔ کہ وہ کسی مخصوص خطے میں کسی مخصوص قطعہ اراضی مکان یا پلاٹ کی ملکیت کے قانونی حقوق حاصل کئے بغیر بھی اس تصور سے فرحان وشاداں رہتا ہے کہ اس کے اردگرد قدرت نے مناظر قدرت کی صورت میں جس فراخدلی اور فراوانی کا مظاہرہ کیا ہے اس سے حقیقی معنوں میں لطف اندوز ہونا اس کے بس میں ہے۔ خوشیاں خودرو پھولوں کی طرح ہر کہیں آپ کے قدموں میں موجود ہیں بس ان پر ایک نگاہ ڈالئے اور ان کو اپنی جھولی میں بھرنے کی ضرورت ہے۔

سیم وزر کے انبار اور ان کی ہلاکت آفرینیاں

جیسا کہ مذکور ہو چکا ہے کہ خداتعالیٰ نے سیم وزر کو دنیا کی مرغوب چیزوں میں سے ایک قرار دیا ہے۔ یہ وہ چیز ہے جس کے ذخیرے میں چاہے جتنا اضافہ کیوں نہ ہو آدمی کا پیمانہ حرص و ہوا لبریز نہیں ہوتا بقول مولانا روم:

کوزہ چشم حریصاں پر نہ شد
تا صدف قانع نہ شد پر در نہ شد

لوگ اس حقیقت کو فراموش کئے ہوئے ہیں کہ اصل دولت تو قناعت کی دولت ہے اور اسی سے ہی آدمی کو سکون خاطر فراہم ہونا ممکن ہوتا ہے۔ ورنہ سیم و زر کے جتنے انبار لگائے جائیں ان سے سکون اور خوشی کو خریدنا کسی طور ممکن نہیں البتہ یہ ضرور ممکن ہے کہ وہ اپنے لئے آگ خرید رہے ہوں چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

الذی جمع مالاً و عدده ○ یحسب ماله اخلده ○ کلا لینبذن فی الحطمۃ ○ وما ادرٰلک ماالحطمۃ ○ نار الله الموقدة ○ التی تطلع علی الافدة ○ انها علیهم موصدة ○ فی عمد ممدده ○

(تباہی ہے اس شخص کے لئے) جس نے مال جمع کیا، اسے گن گن کر رکھا۔ وہ سمجھتا ہے کہ اس کا مال ہمیشہ رہے گا۔ ہرگز نہیں وہ تو چکنا چور کر دینے والی جگہ میں پھینک دیا جائے گا۔ اور تم کیا جانو کہ کیا ہے وہ چکنا چور کر دینے والی جگہ۔ اللہ کی آگ خوب بھڑکائی ہوئی جو دلوں تک پہنچے گی۔ وہ ان پر ڈھانک کر بند کر دی جائے گی (اس حالت میں کہ وہ) اونچے اونچے ستونوں میں (گھرے ہوئے ہوں گے)

دیکھا آپ نے کثرت مال کی پیدا کردہ ہلاکت۔

امام غزالی کا خیال ہے کہ آدمی کو قبر میں جو عذاب لاحق ہوتا ہے اس کی ایک صورت تو وہ ہے جس کا ذکر قرآن و حدیث میں آیا ہے اور دوسری آگ جس میں مرنے والے کی روح جلتی رہے گی، دراصل مال و زر اور دنیا کی محبوب اشیاء سے جدائی کی آگ ہے۔ اسی جدائی کا غم ناگ بن کر اس کی روح کو ڈستا رہے گا اور وہ مردہ جو بظاہر قبر میں آرام سے لیٹا ہوا ہے ایک ایسے روحانی کرب سے گزر رہا ہوگا جیسے ایک بھیانک خواب دیکھنے والے کا ذہن ایک خوف اور دہشت کی کیفیت میں مبتلا ہوتا ہے گو بظاہر دیکھنے والے کے لئے وہ بستر استراحت پر سکون اور چین کے ساتھ محو خواب ہوتا ہے۔ اور یہ جو الھٰکم التکاثر حتی زرتم المقابر کے ضمن میں مقابر کا ذکر آیا ہے اس کی حقیقت بھی غالباً یہی ہے جس کا بیان امام غزالی نے فرمایا ہے۔

(جاری ہے)

(گزشتہ سے پیوستہ)

تقابل ادیان

غلام مجتبیٰ کوروی لاہور

یہود کا تصور الوہیت

یہودی مذہب کا تصور الوہیت دنیا کے تمام مذاہب کے مقابلے میں بالکل مختلف ہے۔ ایک طرف یہودی زبردست موحد ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں اور دوسری طرف خدا کی طرف ایسی صفات منسوب کرتے ہیں جو کہ بشری تقاضوں کے تحت پیدا ہوتی ہیں۔ وہ بشری کمزوریاں جو اخلاقی برائیاں تصور کی جاتی ہیں یہود انہیں خدا کی طرف منسوب کرنے میں بالکل عار محسوس نہیں کرتے۔

یہودی مذہب میں اللہ تعالیٰ کو اس کے نام سے پکارنا جرم عظیم ہے حتیٰ کہ اس فعل کا مرتکب قتل کا موجب گردانا جاتا ہے۔ ان کا سب سے بڑا پادری ایک خاص موقع پر ہی خدا کا نام اپنی زبان پر لا سکتا ہے وہ بھی انتہائی آہستگی سے اس تصور کے تحت وہ خدا کو یہواہ کے لقب سے پکارتے ہیں، لیکن یہوہ کا تلفظ بھی ان کے ہاں متفق علیہ نہیں بلکہ یہوہ (یا یہواہ) کے کئی تلفظ یہودی مذہب میں رائج ہیں اس کی اصل کے بارے میں بھی یہود کے ہاں عام طور پر دو توجیہات ملتی ہیں۔

۱۔ یہوہ اصل میں یاہوا ہے چونکہ یہودی مذہب میں اللہ تعالیٰ کا نام زبان پر نہیں لایا جا سکتا لہٰذا ضمیر غائب کے ساتھ یعنی یہوہ کہہ کر اس کو مخاطب کیا جاتا ہے۔ جس کا معنی ہے "اے وہ" اور یہ یہوہ یاھوا کی بگڑی ہوئی شکل ہے۔

۲۔ یہوہ اپنی اصل کے اعتبار سے حیات کے مادے سے مشتق ہے چونکہ یہودی مذاہب میں اللہ تعالیٰ کو ازلی اور قدیمی مانا جاتا ہے۔ اس لئے یہوہ کہا جاتا ہے۔

۳۔ بقول Reinach اور Shortwell بنی اسرائیل ابتدا میں بت پرست تھے اور ان پر بدوی افکار غالب تھے ارواح درختوں اور پتھروں وغیرہ کی پوجا کرتے۔ گائے، سانپ (خوشحالی کا دیوتا) اور دورک (آگ کنعانی دیوتا) کی پوجا بھی کرتے۔

۴۔ Wel Oebren کے بقول انہوں نے کنعان میں ایک خدا اپنی مرضی کا بنایا جو ان کا خالق نہیں بلکہ مخلوق ہے وہ ان کو حکم نہیں دیتا بلکہ ان کی مرضی پر چلتا ہے اس میں لڑائی کی صفت ہے خدا انہیں چوری کا بھی حکم دے سکتا ہے۔

تورات میں اللہ تعالیٰ کی بشری صفات

۱۔ موسیٰ اور دوسرے ستر افراد نے خدا کو ایک تخت پر بیٹھے دیکھا۔

۲۔ خدا نے کہا کہ میرے لئے کوئی مقدس جگہ بناؤ میں تمہارے درمیان رہنا چاہتا ہوں۔

۳۔ یہوہ یعنی (خدا) عالم نہیں بلکہ یہود سے اپنی رہنمائی چاہتا ہے۔ وہ معصوم نہیں بلکہ اپنے کئے پر پچھتاتا ہے۔ وہ ہر غیر یہودی کا دشمن ہے کیونکہ ہر یہودی غیر یہودی کا دشمن ہے وہ ہر گنہگار سے دور رہنا چاہتا ہے۔ صرف آبادیوں میں رہتا ہے جہاں یہودی جاتے ہیں وہیں اس کی شکل میں آتا ہے، بڑے بڑے انسانوں میں حلول کر جاتا ہے۔

احکام عشر

مذکورہ بالا شعور کے بالکل برعکس احکام عشر خدا کی وحدانیت کا ایک کڑا معیار پیش کرتے ہیں۔

خورج کا باب نمبر ۳۴

کسی اور خدا کو سجدہ نہ کر کیونکہ وہ اللہ ہے جس کا نام غیور ہے۔

۲۔ اپنے لئے کوئی ڈھالا ہوا خدا نہ بناؤ۔

خوراج کا بیسواں اور تثنیہ کا پانچواں حصہ

۱۔ میں تیرا رب ہوں جس نے تجھے مصر سے نکالا تیری عبادت گاہ میں میرے سوا کوئی خدا تیرے سامنے نہ ہو۔ آسمان و زمین اور سمندر میں جو کچھ بھی ہے اس سے اپنے لئے خدا کی تماثیل اور

صور تیں نہ بناؤ۔

۵۔ تیرے رب کو اس کے نام سے پکارنا باطل ہے کیونکہ رب اپنے نام کی اصل سے پکارنے والے کو کبھی معاف نہیں کرتا۔

۶۔ خدا کے سوا کسی کو سجدہ نہ کرنہ کسی کی عبادت کر کیونکہ میں تیرا غیور رب ہوں۔

تصور الوہیت میں وہ خدا کے ساتھ جس قریبی تعلق کی نشاندہی کرتے ہیں اس کے اثرات عقیدہ آخرت میں بہت نمایاں ہیں یہود کے نزدیک مرنے کے بعد بغیر حساب و کتاب کے وہ سیدھے جنت میں جائیں گے اگر کبھی گرفت ہوئی تو وہ صرف بچھڑے کی چند روز پوجا کی بناء پر ہوگی قرآن حکیم میں ان کی اس بات کی نشاندہی کرتے ہوئے ارشاد باری تعالیٰ یوں ہوا ہے:
وقالو لن تمسنا النار الا ایاما معدودة قل اتخذتم عندالله عهدا..... الخ ساتھ ہی جواب دیا کہ اگر ایسا وعدہ رب نے کیا ہے تو اس کی دلیل لاؤ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ یہود کہتے تھے کہ وہ دوزخ میں ہرگز داخل نہ ہوں گے مگر صرف اتنی مدت کے لئے جتنی دیر ان کے آباء و اجداد نے گوسالہ کو پوجا تھا اور وہ چالیس روز ہیں اس کے بعد وہ عذاب سے چھوٹ جائیں گے اس پر یہ آیات کریمہ نازل ہوئیں۔ اس طرح ایک اور مقام پر سورہ بقرہ میں اللہ تعالیٰ ان کے اس عقیدہ کا رد یوں فرماتے ہیں۔

قل ان كانت لكم الدار الاخرة عندالله خالصة من دون الناس فتمنوا الموت ان كنتم صدقين٥
ولن يتمنوه ابدا بما قدمت ايديهم يود احدهم لو يعمر الف سنة٥

یہود کا جدید تصور آخرت بھی قدیم تصور آخرت سے کچھ زیادہ مختلف نہیں لیکن اس کے باوجود عملی زندگی کے اصلاح کے لئے بالخصوص معاشرتی امن کے ضمن میں وہ چند قوانین کے احترام کو لازم سمجھتے ہیں لیکن یہاں بھی حیران کن طور پر ان کی نسل پرستی کا تصور پھر آڑے آتا ہے وہ ان قوانین پر عمل صرف ایک یہودی معاشرہ میں ایک یہودی سے دوسرے یہودی کے ساتھ تعلقات کی بناء پر لازم سمجھتے ہیں لیکن ایک یہودی کے غیر یہودی کے ساتھ تعلق میں تمام قسم کی اخلاقی روایات اور پابندیوں کی دھجیاں بکھیرنے کی کھلی چھٹی ہے۔

یہود کا تصور الوہیت اور قرآن حکیم کی تعلیمات

۱۔ مسلمانوں کے خدا کا نام رب العالمین ہے۔
الحمدلله رب العلمين (سورہ فاتحہ)
قال يقوم ليس بي ضللة ولكني رسول من رب العلمين (الاعراف ٦١-٦٧)
وقال موسى يفرعون انى رسول من رب العلمين (الاعراف ١٠٣)
قالوا امنا برب العلمين (الاعراف ١٢١)

رب العالمین وہ ہے جس نے انسان کو سمیع و بصیر بنایا فجعلناه سميعا بصيرا۔ رب العالمین وہ ہے کہ ابصار کو اس کا ادراک نہیں اور اسے ابصار کا ادراک ہے۔ لا تدركه الابصار وهو يدرك الابصار سوائی اس کا ادراک نہیں کر سکتے اور وہ ابصار کا ادراک کر سکتا ہے۔ رب العالمین وہ ہے جس نے کان کی ہڈی کو سننا۔ آنکھ کی چربی کو دیکھنا۔ زبان کے گوشت کو بولنا سکھایا۔

۲۔ مسلمانوں کا خدا الرحمن الرحیم ہے۔ بہت بڑا مہربان رحم والا ہے۔ قال رب اغفرلي ولاخي وادخلنا في رحمتك وانت ارحم الرحمين (الاعراف ١٥١)
فالله خير حفظا وهو ارحم الرحمين (یوسف ٦٣)

۳۔ وہ ہر پکارنے والے کے پکار کا جواب دیتا ہے۔ واذا سالك عبادي عنى فانى قريب اجيب دعوة الداع اذا دعان فليستجيبوالي واليومنوابي لعلهم يرشدون (البقرہ آیات ١٨٦)

۴۔ اس کے نہایت اچھے نام ہیں۔ ولله الاسماء الحسنى فادعوه بها وذروا الذين يلحدون في اسمائه (الاعراف ١٨٠)

۵۔ قل ادعوا الله اوعوا الرحمن اياما تدعوا فله الاسماء الحسنى٥ فله الاسماء الحسنى کی تفسیر میں احادیث سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ۹۹ نام ہیں جن کا ورد کرنے سے انسان کو اللہ تعالیٰ جنت میں جگہ عطا کرتا ہے۔

عن ابی هريرة عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم ان لله تسعة و تسعين اسماء من حفظها دخل الجنة

مندرجہ بالا آیات کریمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں کو صرف انہی اسماء پر اکتفا کرنا چاہئے جو قرآن مجید اور احادیث سے بطور روایت صحیح ثابت ہیں اور صراط مستقیم بھی یہی ہے۔

(جاری ہے)

حقیقت تصوف

بلبل تصوف مولانا علی کوروی کی ایک یادگار تقریر

تدوین و اردو ترجمہ محمد بشیر کوروی

تعارف:

بلبل تصوف مولانا علی کوروی کی ذات گرامی محتاج تعارف نہیں۔ آپ کا وجود ظاہری اب اس دنیائے فانی میں نہیں۔ تاہم آپ کی حسین یادیں اور ایمان پرور تقاریر اب بھی ہمارے دلوں میں جاگزین ہیں جو ایمان و یقین کو بڑھانے والی ہیں۔ خدا نے آپ کو ایام جوانی ڈھل جانے کے بعد پچیس چالیس سال کی عمر کو پہنچنے پر علوم شرعیہ سے سرفراز فرمایا جبکہ اس سے قبل ان پڑھ تھے۔ بظاہر کسی مدرسے سے علم دین حاصل نہیں کیا۔ اس کے باوجود مختلف نظریات سے مرعوب اہل تصوف کو سہارا دینے اور حقیقت دین اسلام کو کتابوں سے نکال کر لوگوں کے دلوں میں منتقل کرنے اور ان کے دل و دماغ کو علوم و معارف سے روشن کرانے کا کار عظیم آپ کے ہاتھوں انجام پذیر ہوا۔ یوں آپ نے دین مبین کو ایک آفاقی حیثیت عطا کی۔

یہاں مولانا کی ایک ایسی تقریر کو ذہن کے گوشوں سے نکال کر سطح کاغذ پر منتقل کرنے کی کوشش کر رہا ہوں۔ جو اس مادہ پرست دور میں ہر طبقہ فکر کے لئے مینارہ ہدایت ہے۔ آپ نے یہ تقریر اس موقع پر کی تھی جب ایک طبقہ فکر کے بعض لوگوں نے اوراد و فتحیہ پڑھنے کے عمل کو غزل سرائی قرار دیا تھا۔ اور نعوذ باللہ اسے بند کرانے کی سعی کی تھی۔ بحمد اللہ اہل تصوف اس عمل خیر پر تادم تحریر عمل پیرا ہیں۔

متن خطاب

نحمدہ و نصلی علیٰ محمد و آلہ اما بعد فقد قال اللہ تبارک و تعالیٰ فی کلام قدیمہ و فرقان حمیدہ و ھو اصدق القائلین " و کنتم ازواجا ثلثة فاصحاب المیمنة ما اصحاب المیمنة و اصحاب المشئمة ما اصحاب المشئمة والسابقون السابقون اولئک المقربون۔ (الواقعہ)

حاضرین مجلس! خداوند وحدہ لاشریک، پروردگار لایزال کی حمد و ثنا کے بعد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آل طاہرین پر ہدیہ درود و سلام بھیجنے کے بعد خداوند عالم نے اس کائنات کی تخلیق میں بہت ساری حکمتیں پوشیدہ رکھی ہیں۔ اور اس کی غرض و غایت یہ ہے کہ خداوند عالم کی ذات اور صفات اور اس کے اسماء کا اظہار ہو اس مقصد کے لئے خداوند عالم نے اس کائنات میں تین گروہ پیدا کئے ہیں۔ ان تین گروہوں کو خداوند عالم ہمیشہ اس روئے زمین پر برقرار رکھتے ہیں۔ خداوند عالم فرماتے ہیں " تم میں تین گروہ ہیں " ان تین گروہوں میں سے ایک گروہ اصحاب یمین یعنی دائیں والے ہیں۔ رسول اکرمؐ ہمیشہ دائیں ہاتھ دھوتے وقت فرمایا کرتے تھے۔ اللھم اعطنی کتابی بیمینی و حاسبنی حسابا یسیرا ۞ خداوندا! میرا نامہ اعمال میرے دائیں ہاتھ میں عنایت فرما اور میرا حساب کتاب آسان بنا دے۔ اس کے بعد بائیں ہاتھ دھوتے وقت فرماتے تھے پروردگار عالم میرا نامہ عمل میرے بائیں ہاتھ میں نہ دے اور نہ میرے پیٹھ پیچھے سے۔ پیٹھ کے پیچھے سے دینے کا مطلب یہ ہے عذاب کے فرشتے ہمارے اس نامہ اعمال کو جو کہ سئیات پر مشتمل ہو، لے کر آتے ہیں اور ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے ہمارے پیٹھ پر مکا مارتے ہیں جس سے سینہ شق ہو جاتا ہے پس وہ ہمارا بایاں ہاتھ جسم پار کرکے پسلیوں میں سے پشت پر نکلتے ہیں۔ اور سئیات پر مشتمل اعمال نامہ بائیں ہاتھ میں تھما دیتے ہیں۔ اور پڑھنے کا حکم دیتے ہیں۔ بائیں ہاتھ میں اعمال نامہ پاتے ہی گنہگار کہتا ہے۔

"شبورا" ۔ میں تباہ و ہلاک ہو گیا۔ ادھر خداوند عالم کی طرف سے خداوتی ہے کہ کیا تم ایک بار ہلاک ہوئے ایک بار کہہ کر نہ رکو۔ بلکہ بار بار کہو کہ "میں ہلاک ہو گیا" اب آئیے دیکھیں کہ سابقون اصحاب یمین اور اصحاب شمال کا تعارف کراتے ہوئے خداوند تعالیٰ کیا فرماتے ہیں: سبقت لے جانے والے سبقت لے جاتے ہیں ہی۔یہی گروہ خدا کے مقرب بندے ہیں۔ خداوند عالم وحدہ لاشریک سے قرب رکھنے والے بندے سابقین ہیں۔ جو صرف نیک کاموں میں حصہ لیتے ہیں۔ نیکی میں سبقت لے جاتے ہیں۔ یہی لوگ خدا و رسول کے منع کئے ہوئے کاموں سے باز رہنے اور اجتناب کرنے والے ہیں۔ مقربین کا درجہ اس حد تک بلند ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔ حسنات الابرار سئیات المقربین O ابرار کی نیکی کو مقربین گناہ سمجھتے ہیں، اس کا مقصد یہ ہے کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر مقربین ہیں۔ جو خداوند عالم سے قرب رکھنے والے ہیں تمام کائنات میں ہونے والے عوامل سے تعلق رکھنے والوں کا یہی گروہ ہے۔ اس گروہ سے صورت بشری کے لحاظ سے کسی قسم کی حرکت احکامات خداوندی کے خلاف سرزد نہیں ہو سکتی۔ اگر کوئی ایسی حرکت کا صدور ہو تو خداوند عالم اس سے فوری طور پر انہیں آگاہ کرتا ہے۔ چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔ من اراد اللہ بعبد خیرا بصرہ بعیوب نفسہ O کسی بندے کے بارے میں خداوند عالم کی یہ منشاء ہو کے اس کے ساتھ بھلائی کی جائے تو اسے اپنے نفس کے عیوب سے آگاہ کرتا ہے۔ "آگاہ ہوتے ہی وہ بندہ خداوند عالم سے استغفار کرتا ہے۔ وہ خداوند عالم کی درگاہ میں فریاد کرتا ہے۔ اور خداوند کریم اس کی توبہ کو قبول فرماتا ہے پھر اسے اس کے منصب پر برقرار رکھتا ہے۔ ان انبیاء کو پھر توبہ کرنا پڑے تو ان کے لئے یہ باعث شرم و حیا ہے۔ ان کے لئے اوپر جا کر پھر سے واپس آنے کا مرحلہ مقام افسوس اور گراں امر ہے۔

حضار مجلس آپ غور کریں کہ مقربین اس طبقہ کا نام ہے۔ جسے انبیاء کا طبقہ کہتے ہیں چنانچہ دور اولیٰ انبیاء کا دور ہے انبیاء کا دور ختم ہوتے ہی خداوند عالم نے اوصیاء کا دور جاری کیا ہے اوصیاء کا دور ختم ہوتے ہی عالم ربانی کا دور جاری کیا ہے عالم ربانی کے بارے میں رسول کریمؐ نے خود فرمایا ہے کہ العلماء یعنی- علماء انبیاء کے وارث ہیں" ان کا علم کسبی اور تحصیلی نہیں۔ انبیاء کوئی کتاب بغل میں لے کر کسی کے پاس پڑھنے کے لئے نہیں جاتے۔ ان کا کوئی استاد نہیں ہوتا۔ انبیاء کے علم کو علم لدنی کہتے ہیں۔ علم لدنی اس علم کا نام ہے جس کے بارے میں کہتے ہیں اصطناعه شوخواص O یعنی انسان کے دل میں کوئی شے خداوند عالم ڈال دیتا ہے۔ "یہ دل میں ڈالا گیا علم علم لدنی ہے۔ علم لدنی پر اگر عبور نہ ہو تو وہ عالم وارث انبیاء نہیں ہو سکتا۔ اگر کوئی عالم علم لدنی کے بغیر وارث انبیاء بن سکے تو نعوذ باللہ رسول کریمؐ کی یہ حدیث چھوڑنا پڑے گی۔ العلماء ورثة الانبیاء۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکرر فرماتے ہیں کہ "میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء کی طرح ہیں۔" بنی اسرائیل کے نبیوں کا علم موہوبی کشفی اور لدنی تھا۔ جو اظہر من الشمس ہے۔ اس لئے رسول کریمؐ فرماتے ہیں کہ میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے گزرے ہوئے نبیوں کی طرح ہیں۔ یہ جملہ معترضہ ہے جس کے ضمن میں ایک حدیث رسولؐ پیش کرتا ہوں۔ خدا کے حبیبؐ عالم کی تعریف کرتے ہوئے اور نشانات بتاتے ہوئے فرماتے ہیں کہ لاتجلسوا عند کل عالم "تم ہر اس شخص کے پاس مت بیٹھو جسے عالم کہا جاتا ہے۔" الا من یدعوکم خمسا الی خمس تم ان علماء کے پاس بیٹھو جو پانچ امور سے روک کر پانچ امور کی طرف راغب کریں۔ من شک الی الیقین و من ریاء الی الاخلاص و من رغبة الی الزھد و من کبر الی التواضع و من العداوة الی النصیحة پیغمبر خدا علماء کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ تم نام نہاد علماء کے پاس مت بیٹھو۔ وہ سب علماء انبیاء کے وارث ہیں۔ بلکہ وہ انبیاء کے بتائے گئے دین کو خراب کرنے والے ہیں۔ اس بارے میں رسول کریم فرماتے ہیں کہ اقتل الموذی قبل الایذاء خدا کے پیغمبر کے دین و شریعت کو بگاڑنے والے علماء موذی ہیں۔ انہیں ڈسنے سے قبل ہی ختم کر دو۔ پیغمبر خدا نے علماء کی تعریف کرتے ہوئے واضح فرمایا کہ ان علماء کے ہم نشین رہو جو شک سے یقین کی طرف رہبری کرتے ہیں۔ دل کو یقین اور تسکین دیتے ہیں۔ ریاکاری سے اخلاص کی طرف راغب کرتے ہیں۔ ریاکاری ختم کراتے ہیں دنیا کی طرف رغبت دلانے اور نفس امارہ کو خوش کرانے کی بجائے زہد و تقویٰ کی

طرف بندے کو راغب کراتے ہیں۔ تکبر یعنی غرور و نخوت کی صفت سے نکال کر تواضع و عاجزی کی طرف راغب کراتے ہیں۔ دشمنی اور گالی گلوچ کی ناحق صفت سے امن اور صلح و آشتی کی طرف لوٹاتے ہیں۔

حاضرین مجلس! اگر ان صفات کے حامل کوئی علماء ہوں گے۔ تو وہ پیغمبر خدا کے وارث ہیں۔ رسول کریمؐ فرماتے ہیں کہ نفقہانفا لرسل مالم یدخلوا فی الدنیا قیل یا رسول اللہ و ما دخلوا ہم فی الدنیا۔ علماء انبیاء کے امانتدار ہیں۔ وہ امین انبیاء ہیں۔ ان کی وراثت کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ مالم یدخلو فی الدنیا جب تک وہ دنیا میں داخل نہیں ہوتے۔ لوگوں نے عرض کی قیل یارسول اللہ و ما دخلوہم فی الدنیا یا رسول اللہ ان کا دنیا میں داخل ہونے کا مطلب کیا ہے؟ اس عرض پر فرمایا کہ اتباع السلطان بادشاہوں کا کہا ماننا ہے۔ بادشاہوں کی اطاعت کرنا دنیا میں داخل ہونا ہے۔ جب کسی عالم کو سلطان کی اطاعت کرتے ہوئے دیکھے تو آگاہ رہے کہ فاذا رئیتمہم فتفھنو علی دینکم جب تو اسے پیسے کے پیچھے جاتے دیکھے یا دنیوی جاہ و شریعت کی طرف جاتا دیکھے تو سمجھ لے کہ وہ دین کی بات نہیں کرے گا۔ بلکہ اپنے مفادات دنیا کی بات کرے گا۔ وہ علماء میں سے نہیں۔ دنیا کے مال کی طرف جانے سے متعلق رسول کریمؐ فرماتے ہیں کہ حب الدنیا راس کل خطئیۃ دنیا کی محبت یعنی دنیا کے مال کی محبت اور جاہ و عزت کو عزیز رکھنا تمام گناہوں کی جڑ ہے علماء کی تعریف میں اتنا کہنا کافی تھا۔ پھر ارشاد ہے کہ العاقل یکفی بلااشارہ عاقل کے لئے اشارہ کافی ہے۔

اب میں اپنے موضوع خاص کی طرف آتا ہوں یعنی اصحاب یمن اور اصحاب سابقین۔ اصحاب یمین وہ ہیں جو طریق وسطی میں ہیں۔ ان کا مقام وسطی ہے۔ جب طبقہ اولی والے ترقی پا کر طبقہ ثانیہ کی جگہ لے لیتے ہیں۔ تو ان سابقین مقربین بھی کہہ سکتے ہیں۔ جب اصحاب یمین سابقین و مقربین کے درجے میں پہنچتے ہیں تو ان کے دو گروہ بن جاتے ہیں۔ ان کے اعتقاد۔ نظریات۔ اعمال۔ احوال ایک دوسرے سے یکساں ہوتے ہیں۔ مگر ان کے حالات کے دو طرح کی ہوتے ہیں۔ ان میں سے ایک گروہ کو تو مشائخ صوفیہ کہتے ہیں اور دوسرے کو مجذوبین کہتے ہیں۔

مشائخ صوفیہ ان کو کہتے ہیں جو خداوند عالم کے دریائے رحمت میں غوطہ زن ہونے کے بعد میدان رحمت میں ڈال دیئے جاتے ہیں۔ اور وہ مخلوق خدا کو دعوت اسلام دینے پر مامور ہو جاتے ہیں۔ خلق خدا کو ہدایت دیتے ہیں مشائخ صوفیہ قائم مقام انبیاء ہیں انبیاء کا کام یہ ہے کہ وہ خود کامل ہیں اور دوسروں کو کامل بناتے ہیں۔

مجذوب ان لوگوں کو کہتے ہیں جو خدا کے دریائے رحمت میں غوطہ کھانے کے بعد باقی ماندہ عمر جنگلوں۔ وادیوں اور پہاڑوں میں بسر کرتے ہیں۔ خدا کی حمد و ثنا پڑھتے رہتے ہیں اور وہ کسی مخلوق کی طرف رجوع نہیں کرتے۔ یہ بے نیاز لوگ مجذوبین کہلاتے ہیں۔ جناب سید الشہدا علیہ السلام ان مجذوبین کی عزت و عظمت ظاہر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ اللھم حققنی بحقائق القرب و اسلکنی بمصدق اھل الجذب جناب سید الشہدا یوم عرفہ کو دعا کیا کرتے تھے کہ خداوندا میں تیری درگاہ میں التجا کرتا ہوں کہ مجھے وہ قربت عنایت فرما جو اہل جذب کو حاصل ہے مجھے اہل جذب کا راستہ اختیار کرنے کی توفیق دے۔ اس دعا سے یہ اشتباہ پیدا ہوتا ہے کہ آیا اہل جذب کا درجہ جناب سید الشہدا سے بھی زیادہ ہے۔ میں اس کے بارے میں بھی آپ لوگوں کو آگاہ کروں گا۔ دراصل یہ مجذوبین کی عظمت کے اظہار کی خاطر فرمایا گیا ہے۔ ورنہ مجذوبین اس دنیا کے سورج کی کرنیں جیسی ہیں۔ جبکہ سید الشہدا سورج کی مانند ہیں۔ یعنی سید الشہدا چمکتا ہوا سورج اور مجذوبین خود اس کی کرنیں ہیں۔ مگر مجذوبین کے بلند وقار کے اظہار کے لئے یہ ارشاد بطور دعا فرمایا گیا ہے۔ چنانچہ مجذوبین کو رسول خداؐ کے زمانے میں اصحاب صفہ کہتے تھے اصحاب صفہ ان لوگوں کو کہتے ہیں جو دنیا سے اعراض کئے ہوئے تھے۔ وہ ہمیشہ خدا کی طرف متوجہ رہتے تھے۔ وہ خدا کی تسبیح و تہلیل اور عبادت الٰہی میں معروف رہتے تھے۔ دنیا کی کسی چیز سے تعلق نہ رکھتے تھے۔ اصحاب صفہ میں سے چند کا مختصر ذکر میں آپ کے گوش گزار کرتا ہوں۔ اصحاب صفہ کے بزرگوں میں سے ایک بزرگ سلمان فارسی تھے۔ سلمان اگرچہ فارس ایران کے رہنے والے تھے۔ لیکن رسول کریمؐ نے فرمایا ہے کہ السلمان من اہل البیت سلمان میرے اہل بیت میں سے ہیں۔ پیغمبر خداؐ کی اطاعت کے طفیل یہ ارشاد ہوا ہے۔ اہل بیت ہونے کے اس

(جاری ہے)

جب کچھ مدت گزر گئی تو امیر کبیرؒ نے اس طائر لاہوتی کو خلوت کی اجازت دے دی اور فتوحات کے دروازے ان پر کھول دیئے۔ جب یہ لاہوتی پرندہ قفس سے آزاد ہوا تو لاہوت، ملکوت اور جبروت کی طرف پرواز کرنے لگا۔

ایک دن امیر کبیر سید علی ہمدانیؒ نے خواجہ اسحاق اور ان کے بھائی خواجہ شمس الدین کے متعلق مولانا نورالدین جعفر بدخشانی سے جو آپ کے مخلص مرید تھے ترغیب کیلئے فرمایا کہ تم میرے حکم کی اچھی طرح تعمیل کیوں نہیں کرتے۔ خواجہ برادران کے حال کو دیکھو وہ کس طرح فرماں بردار ہیں نتیجتاً وہ بہت آگے نکل گئے ہیں اگر تم پچاس سال تک ریاضت میں لگے رہو تو بھی ان کے مرتبہ تک نہیں پہنچ سکو گے۔

حضرت امیر کبیر علیہ الرحمہ کے دربار میں حضرت خواجہ کو ممتاز مقام حاصل تھا۔ آپؒ ان کی بہت رعایت فرمایا کرتے تھے اور ان سے بے حد محبت رکھتے تھے۔ یہی وجہ تھی کہ حضرت امیر کبیر نے اپنی بیٹی کا نکاح ان سے کر دیا اور یوں خواجہ اپنے پیر کی دامادی سے سرفراز ہوئے۔ حضرت خواجہ ریاضت و مجاہدہ میں لگے رہے آخرکار اس مقام پر پہنچے کہ حضرت امیر قدس سرہ نے سلسلۃ الذہب کے ارشاد کو اپنے بعد انہی سپرد کیا اور ان کو اپنا خلیفہ مقرر کر کے آخری خرقہ پہنایا۔

حضرت خواجہ علیہ الرحمہ نے ظلمت و عصیاں کو دور کیا نور اسلام کو پھیلایا۔ آپ آٹھویں صدی ہجری کے عظیم اولیاء اللہ اور مصلحین میں سے تھے آپ نے پوری زندگی درس و وعظ، تبلیغ واصلاح اور رشد و ہدایت میں گزاری۔

جب غوث المتاخرین حضرت شاہ سید محمد نور بخشؒ حفظ قرآن سے فارغ ہوئے علوم ظاہری اور باطنی میں متبحر ہو گئے تو غوث المتاخرین قطب وقت حضرت خواجہ اسحاقؒ کے مرید ہو گئے

بعد میں عالم رویا میں آنحضرتؐ کے فرمان کے مطابق حضرت خواجہؒ نے شاہ سیدؒ کی بیعت کی۔ شاہ ہمدان کا آخری خرقہ ان کے سپرد کیا اور ان کو غیبی اشارے کے تحت نور بخشؒ کا لقب دیا۔

آمدہ از غیب نامش نور بخشؒ
بود چوں خورشید ذاتش نور بخشؒ

حضرت خواجہؒ نے اپنے مریدوں اور شاگردوں کو حضرت سید العارفین، غوث المتاخرین کی بیعت کا حکم دیا اور فرمایا جس کو دعویٰ سلوک ہو وہ حضرت نور بخشؒ سے رجوع کرے اگرچہ ظاہراً وہ ہمارے مرید ہیں لیکن حقیقت میں وہ ہمارے پیر ہیں۔

جب خواجہ اسحاق پر ازروئے کشف یہ حقیقت کھل گئی کہ حضرت سید العارفین اسرار غیبی پر جھانکنے والوں کی آنکھوں کو نور بخشنے والا ہے اور لاریبی واردات کی صداگاہوں سے دیکھنے والوں کی بصیرت میں اضافہ کرنے والا ہے تو فرمایا کہ ہم فرزند رسول مقبولؐ (محمد نور بخشؒ) کی بیعت کر رہے ہیں۔ اور اس آیت کی تلاوت کی۔

ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ یداللہ فوق ایدھم... اس کے بعد حضرت خواجہ نے فرمایا ہم سر کی بازی لگائیں گے اور کبھی منہ نہ پھیریں گے اسی روز خواجہ کے مریدوں میں سے بارہ افراد نے بیعت کی۔ آپ خانقاہ سے نکل آئے باقی اصحاب و مریدوں سے فرمایا۔ ہم نے تو بیعت کر لی تم کیا کر رہے ہو سب نے عرض کیا۔ آپ کے فرمان پر جان بھی قربان ہے۔ مگر عبداللہ مشہدی (جو اس وقت موجود نہیں تھے) نے خروج کیا۔

عبداللہ مشہدی نے خواجہ اور ان کے مریدوں کے خلاف کمر عداوت باندھ لی۔ خواجہ کی مریدی سے منحرف ہو گئے۔ حاکم ختلان سلطان بایزید (جو امیر تیمور کے بیٹے مرزا شاہرخ کی طرف سے اس علاقہ پر مامور تھا) کو واقعہ کے برخلاف کچھ باتیں پہنچائیں۔ حاکم وقت نے بلا تحقیق حضرت خواجہ اسحاق، ان کے بھائی خواجہ شمس الدین اور غوث المتاخرین سمیت دیگر چند مریدوں کو گرفتار کیا اور پابہ زنجیر ہرات کی طرف روانہ کیا۔ واقعہ کے حالات مرزا شاہ رخ کو بذریعہ قاصد پہنچائے۔ جب شاہ رخ کو اطلاع ہوئی تو قیدیوں کے قتل کا حکم دے کر قاصد کو روانہ کیا۔ قاصد کے روانہ ہوتے ہی شاہ رخ کے شکم میں درد شدید ہوا۔ تمام طبیب عاجز آئے۔ مولانا حکیم الدین (علم طب کا ماہر تھا) بھی عاجز ہوئے شاہ رخ کے روبرو ایک عرضی آئی کہ تم نے (ایک ایسا سید جو زہد تقویٰ میں دنیا میں لاجواب ولامثال ہے کے) قتل کا حکم دیا ہے یہ درد تم کو اس حکم کے بدلے لاحق ہے فوراً بذریعہ قاصد دوبارہ حکم بھیجا کہ میر نور بخشؒ کو گرفتار کر کے لایا جائے۔ اس حکم کے ساتھ ہی شاہرخ کے درد شکم میں تسکین ہوئی۔ جب یہ قیدی بلخ میں پہنچے تو وہاں پچھلا حکم موصول ہوا تھا

(باقی صفحہ نمبر ۱۱ پر)